UNIVERSAL LIBRARY
OU_226576
UNIVERSAL LIBRARY

ترقیم

قصۂ اصحاب الکہف والرقیم

مولفۂ

عالیجناب ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل ایل ڈی

جس کو محمڈن کالج بک ڈپو نے

بار دوم

مطبع ریاض ہند علی گڑھ میں طبع کرایا

سنہ ۱۹۱۰ع

مطبع محمد عنایت خاں و پبلشر میر ولایت حسین صاحب سیکنڈ ماسٹر و آنریری مینجر بک ڈپو مدرستہ العلوم علی گڑھ

۲۸۵۵

بک ڈپو مدرسۃ العلوم علیگڑھ

نپولین اعظم۔ نپولین اعظم شہنشاہ فرانس کے نام نامی سے ساری دنیا واقف ہی ہمکو زیادہ معرفی کی ضرورت نہیں یہ وہ شہنشاہ ہی جس نے ایک بڑے حصہ یورپ کو اپنا تابع فرمان بنالیا تھا اور یورپ کی بڑی سی بڑی طاقتوں کو ہلا دیا تھا۔ اس شہنشاہ کے عموماً اوصاف مافوق العادت تھے۔ ایسے متفرد انسان کے حالات زندگی کا مطالعہ علاوہ اُن بیش بہا تاریخی معلومات کے جو اواخر اٹھارویں صدی کے اور اوائل اُنیسویں صدی کے متعلق اس سے حاصل ہوتی ہیں بہت سے صفات انسانی کا عمدہ نمونہ پڑھنے والے کے سامنے پیش کرتا ہی اور اُس کو معلوم ہوتا ہی کہ انسان اپنی کوشش اور خداداد قابلیت سے کس درجہ کو پہنچ سکتا ہی اور کل من علیہا فان پر اس کا خاتمہ ہوتا ہی۔ اس شہنشاہ اعظم کی سب سے بہتر سوانح عمری انگریزی زبان میں ایبٹ صاحب نے لکھی ہی جسکا ترجمہ مولوی سید معین الدین صاحب اسسٹنٹ ماسٹر ہائی اسکول پیلی بھیت نے کیا ہی اور انجمن ترقی اُردو نے اس ترجمہ کو پسند کر کے کالج بک ڈپو کو بہ دلے حق ترجمہ اجازت دی ہی کہ اس کو چار جلدوں میں شائع کرے۔ چنانچہ تین جلدیں ترجمہ مذکور کی نہایت خوشخط عمدہ ولایتی کاغذ پر مطبع سے آگئی ہیں۔ اور نپولین اعظم کا فوٹو جلد اول کے شروع اور اس زمانہ کے یورپ کا نقشہ آخر میں اضافہ کیا گیا ہی۔ قیمت جلد اول عہ/۸

ایضاً ״ دوم عـہ/۸

״ ״ سوم بـہ/۸

فرانسیسی معلمہ یعنی تربیت اولاد کا ایک دلچسپ قصہ قیمت ۸ ر

پرشیا کا گلدان۔ یعنی سچائی کی کامیابی کی ایک دلچسپ حکایت قیمت ۴ ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وافق کلامہ بصنعہ۔ وطابق صنعہ بکلامہ فکلامہ مظہر لجلالہ وصنایعہ مثبتۃ لکمالہ۔ لاتبدیل لکلمات اللہ کما لاتبدیل لصنایع اللہ۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد ن المصطفی خاتم النبیین الذی قال کما یوحی الیہ انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد وعلی اٰلہ الذین ھم ثقل من الثقلین کما قال علیہ الصلوۃ والسلام انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی وعلی اصحابہ اجمعین

منجملہ اُن قصوں کے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہی ایک قصہ اصحاب الکہف و الرقیم کا ہی۔ یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل ایشیا اور روم کے عیسائیوں میں اور عرب جاہلیت میں مشہور تھا اور جیسا کہ اس قسم کے قصوں کا دستور ہی بہت سی بے اصل اور عجیب و غریب باتیں اُس میں شامل ہوگئی تھیں۔ خدا تعالے نے اُس قصہ کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا اور بتایا کہ اصلی اور صحیح قصہ کیا ہی مگر مفسرین اور مورخین نے بعوض اس کے کہ اُن بے اصل کہانیوں کو جو مشہور تھیں اُس قصہ سے علیحدہ کرتے قرآن مجید کی تفسیروں اور اُن تاریخوں میں جو زمانۂ اسلام میں لکھی گئیں اس طرح شامل کردیا

کہ گویا وہ کہانیاں اسلام ہی کی ہیں حالانکہ اسلام اس قسم کی بیہودہ کہانیوں سے بری ہی۔

اس امر پر خیال کر کے میں نے چاہا کہ قصۂ اصحاب الکہف والرقیم کو صاف طور پر جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہی بیان کروں اور بے اصل کہانیاں جو اُس میں شامل ہوگئی ہیں اُن کو اصل قصہ سے علیحدہ کر دوں۔ الحمدللہ کہ یہ کام پورا ہوا اور اِس رسالہ کا نام **ترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم** رکھا۔

میں نے اس قصّہ کو اول صاف اور سیدھے طور پر بغیر تعرض آیات قرآن مجید کے بیان کیا ہی اور جن کتابوں سے اُس کو اخذ کیا ہی بعینہٖ ان کی اصلی عبارت حاشیہ میں لکھدی ہی اُس کے بعد قرآن مجید کی اُن آیات کی تفسیر بیان کی ہی جو قصہ اصحاب کہف سے متعلق ہیں اور دکھایا ہی کہ بے اصل کہانیاں جو مشہور ہیں انھیں کی تردید قرآن مجید سے ہوتی ہی کہ جو مسلمانوں کو بہت کم معلوم ہی کہ عیسائی مورخ اس قصے کی نسبت کیا خیال کرتے ہیں اور کیا رائے رکھتے ہیں اس لیے اس کے اخیر میں ایک انگریزی کتاب سے اس قصہ کا ترجمہ اُس کے مضامین سے بلا کسی قسم کے تعرض کے شامل کر دیا ہی اُس کے شامل کرنے سے صرف مقصد یہ ہی کہ عیسائی مورخوں کے خیالات جو اس قصّہ کی نسبت ہیں معلوم ہو جاویں اور کھُل جاوے کہ جو روایتیں ہمارے علماء نے اپنی کتابوں اور تفسیروں میں لکھی ہیں وہ سب عیسائیوں کی روایتیں ہیں نہ اسلام کی۔

اس رسالے کے لکھنے کے وقت مندرجۂ ذیل کتابیں میرے مطالعے میں تھیں جنسے اس قصّہ کو اخذ کیا ہی اور صحیح روایتوں کو غلط روایتوں سے تمیز کیا ہی

تفصیل کتب مذکورہ یہ ہی

تفسیر مدارک　تفسیر معالم التنزیل　تفسیر کبیر　تفسیر بیضاوی　تفسیر کشاف

صحیح بخاری تاریخ طبری کبیر مختصر الدول ابو الفرج مالطیهانی آثار الباقیه
عن قرون الخالیہ لابی ریحان بیرونی ترجمہ فارسی سیرت محمد بن اسحاق
آثار البلاد و اخبار العباد لامام زکریا قزوینی تاریخ کامل لابن اثیر معجم البلدان
یاقوت حموی تاریخ اسمٰعیل ابو الفدا مروج الذہب مسعودی عجائب المخلوقات
عربی کیورس متہس آف دی میڈل ایجز مولفہ ایس بارنگ گولڈ زبان انگریزی

اصحاب الکہف و الرقیم

اصحاب کہف اور اصحاب رقیم ایک ہی گروہ کا لقب ہی۔ اصحاب کہف تو ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ایک ظالم بُت پرست بادشاہ کے ظلم سے ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپے تھے۔ عربی زبان میں پہاڑ کی کھوہ کو کہف کہتے ہیں اس لیے اُنکا لقب اصحاب کہف ہوگیا بعض لوگوں کا خیال ہی کہ رقیم اُس شہر کا نام ہی جس میں اصحاب کہف رہتے تھے بعضوں کا قول ہی کہ پہاڑ کی کھوہ کا نام ہی جس میں اصحاب کہف چھپے تھے بعضے کہتے ہیں کہ اُنکے کتے کا نام ہی جو اُن کے ساتھ تھا اس لیے اُن کو اصحاب الرقیم کہنے لگے۔ مگر انمیں سے کوئی بات اعتبار کے قابل نہیں ہی۔ عربی کتابوں میں ان کے کُتّے کا نام قطمیر لکھا ہی اور انگریزی کتابوں میں کرائیم یا کرائیمر اور یہ نام ملتے جلتے ہیں۔ صرف ایک زبان سے

وبقرب البلقاء من اطراف الشام موضع یقال له الرقیم یزعم بعضهم ان به اهل الکهف والصحیح انهم ببلاد الروم (معجم البلدان یاقوت حموی) قیل الرقیم اسم القریة التی کانوا فیها وقیل انه اسم الجبل الذی فیه الکهف (معجم البلدان یاقوت حموی) قال امیة بن الصلت ؎ ولیس بها الا الرقیم مجاورا ؛ وصیدهم والقوم فی الکهف همّدا

دوسری زبان میں منتقل ہونے میں جو فرق لہجہ اور تلفظ میں ہوجاتا ہی وہی کرا ٹیرا و قطیر میں ہوگیا ہے۔

صحیح بات جیسے کہ محمد اسمٰعیل بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ابن عباس کی روایت سے لکھی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکا حال اور نام ایک زمانے میں جست کے پترے پر کندہ کرکے اور بعض روایتوں کے مطابق پتھروں پر کھود کر رکھا گیا تھا۔ رقیم کے معنی عربی زبان میں لکھے ہوئے کے ہیں اور اس سبب سے انھیں لوگوں کا لقب اصحاب الرقیم بھی ہوگیا ہی۔

اس بات میں نہایت اختلاف ہی اور آج تک تحقیق نہیں ہوا کہ یہ لوگ تعداد میں کئے تھے۔ غالب رائے یہ ہی کہ وہ سات تھے اور آٹھواں انکا کتا تھا جو اُن کے ساتھ تھا۔

اُن کے ناموں میں بھی بہت اختلاف ہی مگر وہ اختلاف زیادہ تر ایک زبان سے

سلہ الرقیم الکتاب مرقوم مکتوب من الرقم قال سعید عن ابن عباس الرقیم اللوح من الرصاص کتب عاملهم اسماءهم ای اسماء اصحاب الکهف ثم طرحه فی خزانته (بخاری) الرقیم هو لوح رصاص کتب فیه انسابهم واسماءهم ودینهم ومما هربوا (معجم البلدان یاقوت حموی) ثم ان رجلین مومنین فی بیت الملک دقیانوس یکتمان ایمانهما اسم احدهما بیدروس والآخر روناس اتمرا ان یکتبا شان الفتیة وانسابهم واسماءهم وخبرهم فی لوحین من رصاص یجعلاها فی تابوت من النحاس ویجعل التابوت فی البنیان وقالا لعل الله یظهر علی هؤلاء الفتیة قوما مؤمنین قبل یوم القیمة فیعلم من فتح عنهم حین یقرأ هذا الکتاب خبرهم فقعلا وبنیا علیه (تفسیر معالم التنزیل ۱۲)

سلہ الرقیم هو الکتاب الذی کان القوم الذین منهم کان الفتیة کتبوه فی لوح یذکر خبرهم وقصصهم ثم جعلوه علی باب الکهف الذی آووا الیه او نقروه فی الجبل الذی آووا الیه وکتبوه فی لوح وجعلوه فی صندوق خلفوه عندهم اذ اوی الفتیة الی الکهف (تاریخ طبری)

سلہ وعن علی رضی الله عنه هم سبعة وثامنهم کلبهم (بیضاوی) وکان عدد الفتیة فیما ذکر عن ابن عباس سبعة وثامنهم کلبهم (تاریخ طبری)

دوسری زبان میں منتقل ہونے اور الفاظ کے تلفظ کے اختلاف سے علاقہ رکھتا ہی اور کاتبوں نے زیادہ تر تحریف کر دیا ہی۔ بہرحال ہم اس مقام پر اُن کے ناموں کو جس طرح کہ مختلف کتابوں میں لکھے ہیں لکھتے ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل اور اُس میں اُن کی تعداد نو لکھی ہے

مَکسَلمِینَا مَخشَلمِینَا یَمَلِیخَا مَرطُونُس کَشطُونُس
دَبرُونُش بَطیُونُس دَیمُوس قَالُوس کلبھم قطمیر

تفسیر بیضاوی و کشاف و تفسیر کبیر و تفسیر مدارک

یَمُلیخَا مَکسَلمِینَا مَشلِینِیَا مَرنُوش دَبرنُوش
شَاذنُوش والراعی کَلبُھُم قِطمِیر

تاریخ کامل لابن اثیر

مَکسَلمِینَا تَملِیخَا مَرطُوس نَیرُونُس کَسطُومُس
دَیمُوس رَیطُونُس قَالُوس مَحسَلمِینَا کلبھم قطمیر

معجم البلدان یاقوت حموی

یَملِیخَا مَکسَملِینَا مَشلِینِیَا مَرطُونُس دَبرُیُوس
سَرَابِیُون افستیطیوس کلبھم قطمیر

تاریخ طبری

مَکسَملِینَا مَحسَملِینَا یَملِیخ یا یَملِیخَا مَرطُوس کَسوطُونُس

بِیرُوسُ وُسمُوسُ بطُولُسُ فَالُوسُ +

تاریخ احمد بن ابی یعقوب المعروف بالیعقوبی

مَکسلمینا مَراطُوس شاہ نُونِیُوش بطَرنُوش ذُولس
یوانس کنیفرطُو بِیُوطُو ملیخا الرای کلبھم قِطمیر

کیورس متھس مولفہ بازنگ گولڈ

مَیکُنی مَین مَالکس مَارشِین ڈائیُونی سَس جان سِیراپِین
کَانسِٹین ٹَاین کلبھم کراٹیم یا کراٹیمر

شہر جس میں اصحاب کہف رہتے تھے

اکثر مورخین و مفسرین کا قول ہی جو ہر طرح پر صحیح معلوم ہوتا ہی کہ جس شہر میں اصحاب کہف رہتے تھے اُس کا نام اُفسُوس تھا۔ یاقوت حموی نے اپنی کتاب معجم البلدان میں اُس کے اعراب کو بھی ضبط کیا ہی

مسٹر بازنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیورس متھس میں اُس شہر کا نام افی سس لکھا ہی اور یقین ہوتا ہی کہ عربی تاریخوں میں یہی نام متغیر ہو کر اُفسُوس ہو گیا ہی۔

لانگ مین گرین کمپنی نے ۱۸۶۸ء میں بمقام لندن قدیم رومیوں کے زمانہ کا

سلہ افسوس بضم الهمزة وسکون الفاء والسینان مهملتان والراو ساکنة بلدة بثغور طرطوس یقال انه بلد اصحاب الکهف (معجم البلدان یاقوت حموی) افسوس مدینة مشهورة بارض الروم وهی مدینة دقیانوس الجبار هرب منها اصحاب الکهف وبین الکهف والمدینة مقدار فرسخین (آثار البلاد قزوینی وعجائب المخلوقات زکریا قزوینی)

نقشہ جغرافیہ چھاپا ہی جس میں شہروں کے وہی قدیم نام ہیں جو اُس زمانے میں تھے اُئیں جو نقشہ ایشیا مینر کا ہی اُس میں افی سس شہر کا نام ۳۷ درجہ ۵۰ دقیقہ عرض شمالی اور ۲۷ درجہ ۲۱ دقیقہ طول شرقی پر عین دریاے ایجین کے کنارے پر ثبت ہی اُس کے قریب پہاڑ بھی واقع ہیں اور کچھ شبہہ نہیں ہو سکتا کہ اسی جگہ افی سس شہر تھا جسمیں اصحاب کہف رہتے تھے۔

بعضوں نے کہا ہی کہ اصحاب کہف کے شہر کا نام رقیم تھا اور بعضوں نے کہا کہ اُس پہاڑ کی کھوہ کا نام تھا جس میں اصحاب کہف جا کر رہے تھے[۵۱] مگر یہ صحیح نہیں۔ یاقوت حموی نے بھی لکھا ہی کہ صحیح یہی ہی کہ اہل روم کی سلطنت میں جو شہر افسوس[۵۲] تھا وہی شہر اصحاب کہف کا تھا۔ محمد بن محمود القزوینی نے اپنی کتاب آثار البلاد و اخبار العباد میں افسوس ہی کو اصحاب کہف کا شہر قرار دیا ہی[۵۳]۔ شاید لوگوں نے اس خیال سے کہ اصحاب کہف کے نام جست کی تختی پر کھود کر شہر میں رکھے گئے تھے اُس شہر کو۔ اور بعضوں نے اس خیال سے کہ اُس پہاڑ پر جس وہ کھوہ تھی اُن کے نام کندہ ہوئے تھے اُس پہاڑ کو یا اُس کھوہ کو رقیم کے نام سے موسوم کر دیا ہو۔

---

۵۱ قیل الرقیم اسم القریۃ اللتی کانوا فیہا وقیل انہ اسم الجبل الذی فیہ الکہف (معجم البلدان یاقوت حموی)

۵۲ وبقرب البلقاء من اطراف الشام موضع یقال لہ الرقیم یزعم بعضہم ان بہ اہل الکہف والصحیح انہم ببلاد الروم (معجم البلدان یاقوت حموی)

۵۳ افسوس مدینۃ مشہورۃ بارض الروم وھی مدینۃ دقیانوس الجبار الذی ھرب منہ اصحاب الکہف وبین الکہف والمدینۃ مقدار فرسخین والکہف مستقبل بنات النعش لا تدخلہ الشمس (آثار البلاد قزوینی)

اصحاب کہف کس زمانے اور کس بادشاہ کے عہد میں تھے

ابو الفرج مالطیانی[۵۱] عیسائی مورخ نے جس کی نسبت کہا جاتا ہی کہ آخر کو مسلمان ہو گیا تھا اپنی کتاب مختصر الدول میں لکھا ہی کہ اصحاب کہف ذوقیوس قیصر کے عہد میں تھے جو عیسائیوں کا نہایت دشمن تھا اور اُن کو قتل کرتا تھا۔ تاریخ طبری[۵۲] میں اُس بادشاہ کا نام دقیسنوس لکھا ہے۔

تاریخ کامل ابن اثیر[۵۳] میں اُس کا نام دقیوس لکھا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ بعض آدمی اُس کا نام دقیانوس کہتے ہیں۔

ابو الفدا اسمعیل[۵۴] نے اپنی تاریخ میں بھی یہی نام بیان کیے ہیں اور لکھا ہی کہ وہ سنہ ۵۳۹ اسکندری میں بادشاہ ہوا تھا اور سنہ ۵۴۰ میں مر گیا۔ ابوریحان[۵۵] بیرونی نے اپنی کتاب

---

[۵۱] وفی زمان ذوقیوس کان الفتیة السبعة اصحاب الکہف الذین هربوا منه واختفوا فی مغارة فوق الکهف ورفع خبرهم الیه فامران یسد باب المغارة علیهم فالقی الله علیهم سباتا الی یوم انبعاثهم من رقادهم مختصر الدول ابو الفرج "

[۵۲] وکان لهم فی تلک الزمان ملک یقال له دقینوس یعبد الاصنام (تاریخ طبری)

[۵۳] کان اصحب الکهف ایام ملک اسمه دقیوس ویقال دقیانوس وکانوا بمدینة من الروم اسمها افسوس وملکهم یعبد الاصنام (تاریخ کامل لابن اثیر)

[۵۴] دقیوس ویقال دقیانوس من کتاب ابی عیسی سنة واحدة وکان الملک الذی قبله (یعنی غوردیانوس) قد تنصر فخرج علیه دقیوس وقتله واعاد عبادة الاصنام ودین الصابئین وتتبع النصاری یقتلهم ومنه هرب الفتیة اصحب الکهف وکانوا سبعة وناموا والله اعلم بما لبثوا کما اخبر الله تعالی وکان هلاک دقیوس فی منتصف سنة اربعین وخمسمائة (تاریخ ابو الفدا)

[۵۵] من ملوک الروم۔ دقیانوس صاحب اصحب الکهف (آثار الباقیه ابوریحان بیرونی)

آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ میں اُس بادشاہ کا نام داقیاوس لکھا ہی اور مسٹر بارنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیورسس متھس میں اُس بادشاہ کا نام دی سس لکھا ہی۔

اسی مصنف نے لکھا ہی کہ روم میں ویکٹورم کے عجائب خانے میں گچ سے اصحاب کہف کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اُن تصویروں سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ وہ سنہ ۲۵۰ء میں دِی سس بادشاہ کے عہد میں مارے گئے تھے۔

عموماً مسلمان مورخ اور مفسرین اُس بادشاہ کا نام جس کے عہد میں اصحاب کہف تھے دقیانوس لکھتے ہیں اور ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ تمام اختلافات ایک زبان کے ناموں کو دوسری زبان میں تلفظ کرنے سے پیدا ہوئے ہیں اور سب کے ملانے سے یقین ہوتا ہی کہ وہ رومی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

جو زمانہ کہ اصحاب کہف کا ابو الفدا نے بیان کیا ہی وہ قریباً صحیح و درست معلوم ہوتا ہی۔ اسکندر تین سو چھتیس برس قبل حضرت مسیح کے تخت پر بیٹھا تھا اور اصحاب کہف چھ سو چالیس سنہ سکندری میں تھے اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ سنہ ۲۸۱ء میں تھے۔ مسٹر بارنگ گولڈ نے اُن کا تخمینا اندازہ سنہ ۲۵۰ء قرار دیا ہی۔ معہذا جو بادشاہ کہ زمانہ سکندر سے دقیوس تک گزرے اُن کے زمانہ سلطنت میں بھی کسی قدر اختلاف ہی اور یہ بھی ایک سبب ہی کہ اصحاب کہف کے زمانہ میں کسی قدر اختلاف پیدا ہوتا ہی مگر عام طور پر خیال کرنے سے جو زمانہ قرار دیا گیا ہی قریباً صحیح معلوم ہوتا ہی۔

بعض روایتوں[۱] میں بیان ہوا ہی کہ اصحاب کہف حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے بہت

---

[۱] وکان بعضھم یزعم ان امرھم ومصیرھم الی الکھف کان قبل المسیح وان المسیح اخبر قومہ خبرھم فان اللہ سبحانہ ابعثھم من رقدتھم بعد ما رفع المسیح فی الفترۃ •

پیشیتر تھے اور حضرت عیسیٰ نے اُن کی خبر دی تھی اور بعد حضرت عیسیٰ کے زمانۂ فترت میں یعنی جبکہ کوئی پیغمبر نہ تھا وہ زندہ ہوئے تھے یا اپنی نیسند سے جو اخ الموت تھی اُٹھے تھے۔ مگر اُس کی صحت کا انجیلوں یا حواریوں کے ناموں یا کسی معتبر یا مظنون طریقے سے کوئی ثبوت نہیں پایا جاتا۔

اصحاب کہف کا مذہب

کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ اصحاب کہف عیسائی اور حضرت عیسیٰ کی اُمت میں تھے تمام کتابوںؒ اور مختلف روایتوں سے یہی امر ثابت ہوتا ہی اور خود اُن کا واقعہ کہ ایک ظالم اور بت پرست بادشاہ کے خوف سے جو عیسائیوں کو قتل کرتا تھا جان اور ایمان بچا کر بھاگے تھے اُن کے عیسائی ہونے کا کافی ثبوت ہی۔

البتہ جیسا اُن کا تقدس اور خدا پرستی تاریخوں اور تفسیروں میں لکھی ہی اور جس کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم (طبری) فاما الذی علیہ علماء الاسلام فعلی ان امرھم کان بعد المسیح (تاریخ طبری) وزعم بعضھم انھم کانوا قبل المسیح وان المسیح اعلم قومہ بھم وان اللہ بعثھم من رقدتھم بعد رفع المسیح والاول اصح (تاریخ کامل ابن اثیر) حکی وھب ابن منبہ ان سلیمان ابن داؤد علیہ السلام لما قبض ارتد ملک الروم الی عبادۃ الاصنام ودقیانوس احد قوادہ رجع ایضا معہ ومن خالفہ عذبہ بالقتل والحرق والصلب (اثار البلاد قزوینی)

لہ حدثنا ابن حمید قال ثنا سلمۃ عن ابن اسحق عن عبد اللہ ابن ابی نجیح عن مجاھد قال لقد حدثت انہ کان علی بعضھم من حداثۃ اسنانھم وضح الورق وکانوا من قوم یعبدون الاوثان من الروم فھداھم اللہ للاسلام وکانت شریعتھم شریعۃ عیسیٰ فی قول جماعۃ من سلف علمائنا (طبری)

نسبت قرآن مجید سے بھی اشارہ پایا جاتا ہی اُس کی نسبت شبہہ ہوسکتا ہی کہ اگر وہ صلیب کو اور حضرت عیسیٰ کی تصویر کو پوجتے تھے اور کم سے کم یہ کہ تثلیث کے قائل تھے تو کیونکر اُن کو خدا پرست اور موحد مسلمان یا مومن خیال کیا جاسکتا ہی۔ مگر ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہی۔ اُس زمانے کے عیسائیوں میں عقائد مذہبی بہت کم قرار پائے تھے اور مجھ کو عیسائی مذہب کی "اکلز یاسٹیکل ہسٹری" پر غور کرنے سے نہایت شبہہ ہی کہ جو عقائد بعد عیسائی ہوجانے قسطنطین کے رومی اور یونانی چرچ میں قائم ہوگئے وہی عقائد عام طور پر اُس زمانے کے تمام عیسائیوں کے تھے۔

دقیوس ہی کے زمانہ کے قریب جس زمانے میں اصحاب کہف کا ہونا تسلیم کیا گیا ہی ایک فرقہ تھا جس کا ابوالفرج[1] عیسائی مالطیانی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہی کہ وہ اقانیم ثلاثہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کو نہیں تسلیم کرتا تھا بلکہ وجود اور کلمہ اور حیات کو اقانیم ثلاثہ جانتا تھا اور کہتا تھا کہ ان اقانیم سے کوئی زیادتی ذات باری پر نہیں ہوتی بلکہ یہ صفات اعتباری ہیں، کوئی شے اُن کا مسمیٰ موجود فی الخارج نہیں ہی اور کہتا تھا کہ ذات باری موجود ہی لا بوجود اور حکیم ہی لا بحکمۃ اور حی ہی لا بحیات اور انبیذ وقلیس کا بھی یہی مذہب تھا اس کے بعد مصنف مذکور لکھتا ہی کہ اسی مذہب کو ایک گروہ مسلمانوں نے جو صفات کے نفی کرنے والے ہیں (یعنی صفات باری سے کچھ زیادتی ذات باری پر نہیں سمجھتے)

---

[1] غالوس فی ھذن الزمان ظھر فی مدینۃ بو رنطیا قسیس اسمہ سابیلیوس وقال ان الاقانیم الثلاثۃ ھی الوجود والحکمۃ والحیوۃ لیست معان زائدۃ علی ذات اللہ تعالیٰ بل ھی صفات اعتباریۃ لامسمیٰ لشئی منھا فی الخارج اذ الباری تعالیٰ موجود لا بوجود وحکیم لا بحکمۃ وحی لا بحیوۃ اقول ھذا من ھب انبیذ قلیس بعینہ فی الصفات وقد انتحلہ فرقۃ من علماء الاسلامیۃ ایضا نفات الصفات (مختصر الدول ابی الفرج)

اختیار کیا ہے۔

اسی[1] زمانہ کے قریب ایک فرقہ "فولی الشمیشاطی" کا پیرو تھا جو کہتا تھا کہ تمام معلولات باری تعالیٰ کے ارادے ہیں اور اُس کا کوئی معلول ذاتی نہیں ہے اور اسی لیے وہ لم یلد ولم یولد ہے اور اس لیے مسیح نہ کلمۃ اللہ ہے اور نہ جس طرح کہ ظاہر مذہب عیسائی میں ہے وہ کنواری سے پیدا ہوا ہے۔

پس جبکہ اُس زمانے کے عقائد و مذہب کا یہ حال تھا تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ اصحاب کہف تثلیث کے قائل تھے بلکہ مسلمانوں کو جو قرآن مجید کو برحق سمجھتے ہیں اس بات کے یقین کرنے کے لیے کہ اصحاب کہف عیسائی اور موحد خدا کو واحد اور حضرت عیسیٰ کو پیغمبر برحق مانتے تھے ثبوت کافی ہے۔ فھم کانوا مومنین مسلمین موحدین قائلین بان لا الہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ۔

اصحاب کہف کا قصہ یعنی وہ واقعات جو اُن پر گزرے

مذکورہ بالا حالات سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف تاریخی اشخاص ہیں فرضی قرار دیے ہوئے نہیں ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو سیدھے سادھے واقعی حالات اُن پر گزرے تھے اُن میں بہت لغو اور بیہودہ اور خلاف قیاس باتیں اور عجائبات شامل کر لیے گئے ہیں اور یہ ایک معمولی بات ہے کہ نیک اور بزرگ لوگوں پر جو ظلم اور سختی ظالموں کے ہاتھ سے

---

[1] غالوث الثانی فی ھذا الزمان ظھر من المبتدعۃ فولی الشمیشاطی وکان یقول ان جمیع معلولات اللہ تعالیٰ ارادیۃ ولیس لہ معلول ذاتیۃ ولذلک لم یلد ولم یولد ولھذا لم یکن المسیح کلمۃ اللہ ولا ایضا ولد من عذراء کما ورد فی ظاھر المذھب انما ظھرلہ الکمالات بالاجتہاد فکل من تعاطی ریاضۃ نال درجتہ (مختصر الدول ابی الفرج)

گزرجاتی ہی بعد کو اُن کی نسبت بہت سی زائد اور عجیب باتیں بڑہا دیجاتی ہیں اسی طرح اصحاب کہف پر جو حالات اور واقعات گزرے اُنکو بطور تعجب انگیز کہانی کے بنا لیا ہی اور بے سروپا اور محض بیہودہ روایتیں مشہور ہوگئی ہیں۔ ہمارا کام یہ ہی کہ اُن روایتوں میں سے جو قابل طمانیت ہیں اُنپر لحاظ کرکے صحیح قصہ اصحاب کہف کا اول بیان کریں اور پھر قرآن مجید کی آیتوں سے تطبیق دیکر دکھلا دیں کہ کس قدر قصہ اُس میں کا قرآن مجید میں بیان ہوا ہی اور مفسرین کو جو اس قصہ کے بیان میں اور آیتوں کی تفسیر میں دہوکا ہوا ہی حتی المقدور اُس کو ظاہر کریں۔

ابوالفرج[۵۱] مسیحی نے اپنی تاریخ مختصر دول میں اور اسمٰعیل[۵۲] ابوالفدا نے اپنی تاریخ میں لکھا ہی کہ غورذیانوس رومی قیصر عیسائی ہوگیا تھا اور عیسائیوں پر مہربانی کرتا تھا اُسپر دقیوس نے جس کو دقیانوس بھی کہتے ہیں اور جو بت پرست اور عیسائیوں کا دشمن تھا چڑہائی کی اور ۵۹۳ سکندری میں اُس کو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا اور عیسائیوں کو قتل کرنا یا بت پرستی پر مجبور کرنا شروع کیا۔

اُسی کے عہد[۵۳] میں اصحاب کہف عیسوی مذہب پر تھے اُن کے عیسائی ہوجانے کی

---

۵۱ ذوقیوس قیصر ملک سنة واحدة ویبغضه قیلیبوس قیصر المحسن الی النصاری اعدائهم وشدد علیهم جدا فکفر کثیرون من المومنین (مختصر الدول ابی الفرج)

۵۲ دقیوس وقیل دقیانوس من کتاب ابی عیسی سنة واحدة وکان ملک الذی قبله (غوردیانوس) قد تنصر فخرج علیه دقیوس وقتله واعاد عبادة الاصنام ودین الصابئین وتتبع النصاری یقتلهم ومنهم با الفتیة اصحاب الکهف وکانوا سبعة وناموا والله اعلم بما لبثوا لما اخبر الله تعالیٰ وکان هلاک دقیوس فی منتصف سنة اربعین وخمسمائة (تاریخ ابوالفدا)

۵۳ کانوا اصحب الکهف من قوم یعبدون الاوثان من الروم فهداهم الله للاسلام وکان شریعتهم شریعة عیسی فی قول جماعة من سلف علمائنا (طبری)

مختلف کہانیاں مشہور ہیں جن کی نسبت ہم کو بحث کرنا محض فضول معلوم ہوتا ہی۔ وہ کسی طرح عیسائی ہوے ہوں اس امر کا مسلم ہونا کہ وہ عیسائی تھے ان کے اصلی واقعات بتانے کو کافی ہے۔

تمام روایتیں[1] اور تاریخیں اس بات پر متفق ہیں کہ اس ظالم بادشاہ نے اُن لوگوں کو جو تعداد میں اُس وقت چھ تھے بلایا اور مذہب عیسوی چھوڑنے اور بت پرستی کرنے کو کہا مگر اُن سب نے انکار کیا اُسپر بادشاہ نے اُن کو مہلت دی اور اُس مہلت میں وہ شہر سے بھاگے اور ایک چرواہا مع کتے کے اُن کے ساتھ ہولیا اور وہ سب ایک پہاڑ کی کھوہ میں جو شہر اُفسوس سے کچھ فاصلے پر تھا جا کر چھپ رہے۔

---

[1] فاحضرهم (الفتية الذين آمنوا) الملك وقال لهم لكم المهل ثلثة ايام واني شاخص في هذه الايام من البلد فان وجدتكم في اليوم الرابع عند رجوعي مخالفين لطاعتي عاقبتكم بعذاب من خالفني (انا رالبلاد قزويني) فبينما هم (اي الفتية) على مثل ذلك وقد دخلوا في مصلى لهم ادركهم الشرط فرفعوا امرهم الى دقيانوس فقال انهم منعكم ان تشهدوا الذبح لالهتنا اللتي تعبد في الارض خاروا اما ان تذبحوا لالهتنا واما ان اقتلكم فقال مكسلمينا وهو اكبرهم سنا ان لنا الها ملا السموات والارض عظمته لن ندعوا من دونه الها ابدا وانا الطواغيت فلن نعبدها ابدا فاصنع بنا ما بدا لك قال دقيانوس ما يمنعني ان اعجل ذلك (اي العقوبة) لكم الا اني اراكم شبابا حديثا اسنانكم فلا احب ان اهلكم حتى اجعل لكم اجلا تذكرون فيه وتراجعون عقولكم ثم امر فنزعوا من عنده وانطلق دقيانوس الى مدينة سوى مدينتهم قريبا منهم لبعض امور (تفسير معالم التنزيل) فلما قال ذلك (اي قصد الهرب قبل رجوع دقيانوس الى المدينة) بعضهم لبعض عمد كل فتى منهم الى بيت ابيه فاخذ نفقة فتصدق منها ثم انطلقوا بما بقي معهم واتبعهم كلب كان لهم حتى اتوا ذلك الكهف قال ابن عباس هربوا (اي الفتية) ليلا من دقيانوس وكانوا سبعة فمروا براع معه كلب فتبعهم على دينهم وتبعه كلبه فخرجوا من البلد الى الكهف وهو قريب من البلاد (معالم التنزيل)

یہاں تک روایتوں میں چنداں اختلاف نہیں ہی لیکن اس کے بعد کے واقعات میں اختلاف شروع ہوتا ہی یعنی پہاڑ کی کھوہ میں چھپنے کے بعد اُنھوں لے نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو شہر بھیجا کہ چپکے سے کھانا خرید لاوے۔ اکثر مورخین اور اہل تفاسیر نے لکھا ہی کہ وہ لوگ پہاڑ کی کھوہ میں جاکر سو رہے اور زمانہ دراز تین سو یا تین سو نو برس سونے کے بعد جب اُٹھے تو اُنھوں نے ایک شخص کو کھانا خریدنے شہر میں بھیجا۔ بعض مورخین نے لکھا ہی پہلی دفعہ اُسی دن جب وہ کھوہ میں گئے ایک شخص کو کھانا خریدنے کو بھیجا اور پھر دوسری دفعہ کئی سو برس سو کر اُٹھنے کے بعد ایک شخص کا بھیجنا لکھا ہی جو محض غلط ہی اور صرف بنایا ہوا قصہ ہی اُن پر پہاڑ کی کھوہ میں سوتے ہونے کے خیال سے یہ قصہ گڑھ لیا گیا ہی مگر اصلیت اس کی جیسی کہ محققانہ نظر سے پائی جاتی ہی صرف اسقدر ہی کہ وہ لوگ رات کے وقت شہر سے بھاگے تھے جیسا کہ قزوینی نے لکھا ہی کہ اُنھوں نے

لہ ویلیخا ہر روز از غار بیروں آمدی و پنہاں در شہر شدی و از بہر اصحاب طعام خریدی و باد ایشاں بردی یکروز از بہر طعام بشہر آمدہ بود کہ آوازہ بشہر فاش شدہ ست کہ دقیانوس با لشکر بطلب ایشاں می آید ویلیخا زود طعامیکہ میبایست بخرید و برگرفت و بغار باز آمد پیش اصحاب و حکایت با ایشاں بگفت کہ دقیانوس و لشکر برنشستند و بطلب ما بیروں آمدند ایشاں چوں ایں بشنیدند دست بر طعام نہادند و بدعا و تضرع در آمدند و از خدائے درخواستند کہ ایشاں را از چشم دقیانوس و لشکر وے محجوب گرداند حق تعالیٰ دعائے ایشاں مستجاب گردانید و دیدۂ ایشاں در خواب کرد و آں ہراس و ترس از دل ایشاں برگرفت پس دقیانوس و لشکر او ہمہ برنشستند ہمہ کوہ و صحرا بطلب ایشاں بگردیدند و ایشاں را نیافتند بعد ازاں بدرِ غار فرود آمدند حق تعالیٰ ایشاں را از چشم لشکر باز پوشید و ایشاں را ندیدند و بیروں آمدند دقیانوس را گفتند ای بادشاہ ہمہ جا بگردیدیم و ایشاں را نیافتیم۔ دقیانوس گفت ضرور ایشاں دریں غار باشند اکنوں دریں غار سنگ و گچ برآرید ۱۲

لہ فلما کان الیوم الثالث اجتمع الفتیۃ وقالوا انما یومنا ھذا ولیلۃ وعزموا علی الھرب فی تلک اللیلۃ فلما جنھم اللیل حمل کل واحد شیئا من مال ابیہ فخرجوا من المدینۃ یمشون فمروا براعی غنم لبعضٍ اباءھم فعرفھم فقال ما شانکم یا سادتی فاظھروا امرھم للراعی و دعوہ الی التوحید فاجابھم فادخلوہ معھم فاتبع الراعی کلبھم فساروا لیلتھم و اصبحوا علی باب الکھف فدخلوہ فیہ (اثار البلاد قزوینی) ۱۲ و الکھف مستقبل بنات النعش لا تدخل الشمس فیہ ۱۲ لہ

[illegible] ۱۲

راتکو بھاگنے کا قصد کیا جب رات کا اندھیرا ہوگیا تو ہر ایک شخص اپنے گھر سے کچھ مال لیکر چل کھڑا ہوا صبح ہوتے وقت وہ لوگ پہاڑ کی کھوہ پر پہنچے جیسا کہ قزوینی نے بھی لکھا ہی پس وہ کھوہ میں گئے رات کے جاگے رستہ چلے تھکے ہوئے تھے کھوہ میں جہاں بالکل اندھیرا تھا سو رہے۔ کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ دو تین پہر سونے کے بعد وہ اُٹھے اور آپس میں پوچھنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے کسی نے کہا دن بھر کسی نے کہا کچھ کم کیونکہ کھوہ کی اندھیری میں وہ دن کا اندازہ ٹھیک نہیں کر سکتے تھے۔

جب وہ اُٹھے تو اُنھوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو کھانا لانے کو بھیجا۔ قزوینی[۱] نے صاف لکھا ہی کہ جس دن وہ کھوہ میں گئے اُسی دن اُنھوں نے کھانا لینے کو بھیجا تھا۔ تفسیر معالم[۲] التنزیل میں بھی محمد بن اسحاق کی روایت سے لکھا ہی کہ جب وہ کھوہ میں گئے تو "یملیخا" اُن کے لیے شہر سے کھانا خرید لایا کرتا تھا اور چند روز تک جس کی تعداد نہیں بیان کی مگر معلوم ہوتا ہی کہ دو تین روز تک یعنی دقیانوس کے دوبارہ شہر میں آنے تک اسی طرح خرید کر لاتا رہا۔

جب وہ بادشاہ جو اُن کو مہلت دیکر شہر سے باہر چلا گیا تھا پھر شہر میں آیا جیسا کہ

---

[۱] وقالوا بعد دخول الکهف لواحد منهم خذ شیئا من الورق وانطلق الی المدینة واشتر لنا طعاما فان القوم لا یعلمون بحالنا وجاء معنا فاخذ الدراهم ومضی نحو المدینة فلما انتهی الی السوق واشتری بعض حوائجه سمع قائلا یقول ان راعی فلان اینما تبعهم فلما سمع ذلک فزع وترک استتمام ما اراد شراءه وخرج من المدینة مبادرا حتی وافی اصحابه فاخبرهم بما کان من امره (آثار البلاد قزوینی)

[۲] فجعلوا ای بعد دخول الکهف) نفقتهم الی فتی منهم یقال له یملیخا فکانت یبتاع لهم ارزاقهم من المدینة وکان من اجملهم واجلدهم وکان اذا دخل المدینة یضع ثیابا کانت علیه حسانا ویاخذ ثیابا کثیابا المساکین الذین یستطعمون فیها ثم یاخذ ورقة فینطلق الی المدینة فیشتری

قزوینی[51] نے بالتصریح بیان کیا ہی تو اس کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ شہر سے بھاگ گئے ہیں اُس نے اُن کی تلاش شروع کی اور پہاڑ کی کھوہ میں اُن کا پتہ لگا اور اُس نے پہاڑ کی کھوہ کا موُنھ بند کروا دیا تاکہ وہ اُسی میں بھوکے پیاسے مر رہیں۔

تفسیر[52] معالم التنزیل میں محمد بن اسحاق کی روایت میں بھی بالتصریح یہ امر مذکور ہی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پہاڑ کی کھوہ کا موُنھ بند ہونے کے بعد وہ وہیں بند ہو گئے اور وہیں مر کر رہ گئے اگرچہ بعض مورخوں اور مفسروں نے لکھا ہی کہ کھوہ میں پڑے سوتے ہیں یعنی مرے نہیں ہیں۔ اور معالم[53] التنزیل میں لکھا ہی کہ خدا نے اُن کی روحوں کو وفات دی جس طرح سونے میں روحوں کو وفات دیتا ہی۔ مگر اگلے بیان سے اور اُن روایتوں سے جو بیان ہوں گی صاف ثابت ہو گا کہ درحقیقت وہ مر گئے تھے۔

اکثر[54] مورخین و مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس واقعہ پر ایک زمانہ گزرنے کے بعد

---

۵۱ فلما رجع الملك اخبروه بهربهم فخرج يقفوا آثارهم حتى انتهى الى باب الكهف ووقف على مرهم فقال يكفيهم من العذاب ان ماتوا جوعا فاهلك الله دقيانوس وانزل على باب الكهف صخرة (آثار الباقيه قزوینی)

۵۲ فامر دقيانوس بالكهف (اى بعد العلم بان الفتية هربوا واختفوا فى الكهف) ان يسد عليهم وقال دعوهم كلهم فى الكهف يموتون جوعا وعطشا ويكون لهم كهفهم الذى اختاروه قبرا لهم (معالم التنزيل)

۵۳ وقد توفى الله ارواحهم (اى اذا سد دقيانوس باب الكهف) وفاة النوم وكلبهم باسط ذراعيه بباب الكهف فغشيهم ما غشيهم ينقلبون ذات اليمين وذات الشمال (تفسير معالم التنزيل)

۵۴ قال وهب فعبروا بعد ما سد عليهم باب الكهف زمانا بعد زمان ثم ان راعيا ادركه المطر عند الكهف فقال لو فتحت باب هذا الكهف وادخلت غنمى ليه من المطر فاسلم من المطر فلم يزل يعالجه حتى فتح ورد الله ارواحهم من الغد حين اصبحوا (معالم التنزيل وهكذا فى كتاب الخر) وفى عهد بيدوسيس التقى الله فى نفس رجل من اهل ذلك البلد الذى فيه الكهف وكان اسم ذلك الرجل وليا س ان يهدم ذلك البنيان الذى على فم الكهف فبينا به حظيرة لغنمه فاستاجر غلامين فجعلا ينزعان

اُس کھوہ کا مونہ کھولا گیا اور اصحاب کہف کا اُس کھوہ میں ہونا معلوم ہوا۔ اور شہر میں اُسکا چرچا ہوگیا اور بادشاہ اور شہر کے تمام لوگ اُس کھوہ میں اُن کے دیکھنے کو گئے۔

ابوالفرج[۱] مسیحی کی تاریخ کے بموجب یہ زمانہ ساوٗذوسیوس قیصر الصغیر کی سلطنت کا تھا اور اصحاب کہف کے کھوہ میں جا چھپنے کے دوسو چالیس برس بعد وہ ظاہر ہوئے تھے۔

ابوالفدا[۲] اسمعیل بھی اسی بادشاہ کے زمانہ میں اصحاب کہف کا متنبہ ہونا لکھتا ہی یہ بادشاہ ۷۲۳ سکندری میں بادشاہ ہوا تھا اور ۷۷۰ سکندری میں فوت ہوا۔ اس سبب سے کہ بموجب ابوالفدا کے دقیوس جس کے زمانے میں اصحاب کہف تھے ۵۶۰ سکندری میں تھے۔ زمانہ ظاہر ہونے اصحاب کہف کا دوٗسو برس کے قریب ہوتا ہی نہ دوسو چالیس برس جیسا کہ ابوالفرج نے بیان کیا ہی۔

تاریخ یعقوبی[۳] میں اس بادشاہ کا نام دسیوس لکھا ہی اور صاف لکھا ہی کہ اُس کے زمانے میں اصحاب کہف جو مر گئے تھے زمانہ طویل کے بعد ظاہر ہوئے اُس میں مطلق اس بات کا اشارہ نہیں ہی کہ وہ سوئے تھے اور اُس کے زمانے میں جاگے یا مرے ہوئے تھے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) تلك الحجارة ويبنيان تلك الحظيرة حتى نزعا على فم الكهف وفتحا باب الكهف ۱۲ (تفسیر معالم التنزیل) [۱] وفي هذا الزمان (اي في عهد ساوذوسيوس قيصر الملك) انبعث اصحب الكهف من رقدتهم التي رقدوا على عهد ذوقيوس الملك بعد مائتين واربعين سنة بالتقريب فخرج ثاوذوسيوس الملك مع اساقفه وقسيسين ولطارقه فنظر اليهم وكلموهم فلما انصرفوا من عندهم ماتوا في مواضعهم (مختصر الدول لابي الفرج) [۲] ثاوذوسيوس الثاني من كتاب ابي عيسى ملك عشرين سنة وفي ايامه غزت فارس الروم وفي ايام ثاوذوسيوس المذكور انتبه اصحب الكهف وكان موت ثاوذوسيوس المذكور في منتصف سنة خمس وخمسين ۱۲ (تاریخ ابوالفدا) [۳] وفي ايامه (اي في ايام دسيوس الملك) ظهر اصحب الكهف بعد ان كانوا قد ماتوا بعدهم طول (تاریخ یعقوبی)

زندہ ہوئے بلکہ صاف لکھا ہی کہ ظاہر ہوئے یعنی اُس کھوہ میں اُن کا ہونا معلوم ہوا۔
علاوہ اس کے جتنی روائتیں ہیں سب سے یہی امر ماخوذ ہوتا ہی کہ درحقیقت اصحاب کہف جب معلوم ہوئے تو وہ مرے ہوئے تھے اور مرے ہوئے رہے۔

بعض[1] تفسیر کی کتابوں میں جیسے تفسیر کبیر و مدارک و بیضاوی ہیں یہ تو لکھا ہی کہ جب بادشاہ اور لوگ انکو دیکھنے اور اُنسے ملنے کو گئے تو وہ زندہ ملے بادشاہ کو دعا بھی دی پھر فی الفور مر گئے اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُن کا زندہ ملنا اور بادشاہ کو دعا دینا سب ایک کہانی ہی ورنہ درحقیقت وہ مرے ہوئے تھے اور طبری اور کامل ابن اثیر اگرچہ اس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندہ ہوئے مگر جو روائتیں بیان کیں ہیں اُنسے صاف پایا جاتا ہے کہ کسی شخص نے جو اُن کے دیکھنے کو گئے تھے اُن کو زندہ نہیں دیکھا۔

طبری[2] کی ایک روایت میں ہی کہ وہ زندہ ہو گئے تھے مگر جب لوگ اُن کے دیکھنے کو کہف کے قریب پہنچے تو خدا نے اُن کو پھر مردہ کر دیا یا پھر سُلا دیا اور لوگ اندر جانے سے ڈر گئے اور اندر نہ جا سکے۔

دوسری[3] روایت میں طبری نے لکھا ہی کہ بادشاہ اور لوگ کھوہ میں گئے تو دیکھا کہ صرف

---

[1] ثم قال الفتية للملك نستودعك الله ونعيذك به من شر الجن والانس ثم رجعوا الى مضاجعهم وتوفى الله انفسهم (مدارك التنزيل وهكذا فى البيضاوى) وقيل ان الملك وقومه لما راوا اصحب الكهف ووقفوا على احوالهم عاد القوم الى كهفهم فاماتهم الله (تفسير كبير)

[2] قال واين اصحابك قال فى الكهف قال فانطلقوا معه حتى اتوا باب الكهف فقال دعونى ادخل على اصحابى قبلكم فلما راوه دنا منهم ضرب الله على اذنه وعلى اذانهم فجعلوا كلما دخل رجل ارعب فلم يدخلوا اليهم (طبرى وهكذا فى الكامل لابن الاثير)

[3] فقال الفتى دعونى ادخل الى اصحابى فلما ابصرهم ضرب الله على اذنه وعلى اذانهم فلما

اُن کے جسم ہیں جو کسی طرح بگڑے نہ تھے مگر اُن میں ارواح نہ تھی۔

کامل[۱] ابن اثیر میں ایک اور بات زیادہ لکھی ہو کہ وہ زندہ تو ہو گئے تھے مگر اُنھوں نے دعا مانگی کہ خدا اُن کو مار ڈالے اور جو لوگ اُن کو دیکھنے آئے ہیں اُن میں سے کوئی اُن کو نہ دیکھے پس وہ فی الفور مر گئے۔

اور یہ تمام روایتیں اس بات کی مثبت ہیں کہ وہ زندہ نہ تھے اور نہ کسی نے اُن کو زندہ دیکھا اصل یہ ہو کہ جب لاشیں ایسے مقام پر ہوتی ہیں جہاں ہوا کا صدمہ نہیں پہنچتا اور لاشیں اُسی طرح رکھے رکھے راکھ ہو جاتی ہیں تو وہ سوراخ میں سے ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا پورے مجسم اجسام بلا کسی نقص کے رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح لوگوں نے اُنکو دیکھا اور جانا کہ پوری مجسم بلا کسی نقصان کے لاشیں رکھی ہیں یا وہ لوگ سو رہے ہیں۔

۱۸۴۷ء یا ۱۸۴۸ء میں دہلی میں اسی قسم کا ایک واقعہ گزرا تھا جہاں حضرت نظام الدین کی درگاہ ہو وہاں بہت پُرانا قبرستان ہو۔ ایک اونچی جگہ پر ایک چبوترہ تھا اور اُس کے اوپر تین قبروں کے نشان تھے۔ اتفاق سے اُس چبوترے کی ایک طرف کی دیوار میں سے کچھ پتھر گر پڑے اور چھید ہو گیا کہ اندر سے قبر دکھائی دینے لگی۔ لوگوں نے اُس چھید میں سے جھانکا تو اُن کو معلوم ہوا کہ قبر بہت بڑی مثل ایک مربع کوٹھری کے ہو اور تین لاشیں بالکل سفید کفن پہنے ہوئے مجسم بلا کسی نقصان کے اُن میں رکھی ہوئی ہیں۔ اس کا چرچا ہوا اور بہت آدمی اُن کے دیکھنے کو گئے اور سب نے یہی بات بیان کی۔ میرے مخدوم دوست

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹) استبطوہ دخل الملک ودخل الناس معہ فاذا اجساد لاینکرون منہا شئی غیر انہا لا رواح فیہا (طبری) [۱] فسبقہم الی اصحابہ ودخل علی اصحابہ فاخبرہم الخبر فعلوا حینئذ مقدار لبثہم فی الکہف وبکوا فرحا ودعوا اللہ ان یمیتہم ولا یراہم احد ممن جاءہم فماتوا بساعتہم (کامل لابن اثیر)

مولوی امام بخش صاحب صہبائی مرحوم کو اس قسم کی باتوں کے دریافت کا بہت شوق تھا
وہ خود اُن لاشوں کے دیکھنے کو گئے۔ اول اُنہوں نے جھانک کر دیکھا تو اُن کو بھی اُسی طرح
مجسم اور مسلم لاشیں معلوم ہوئیں۔ اُن کو تعجب ہوا۔ اُنھوں نے دیوار کے دو ایک پتھر اوپر
نکال ڈالے اور اندر گھسے۔ ایک عجیب بات تو یہ دیکھی کہ قبر ایک مربع کوٹھری کے برابر بنی
ہوئی تھی اور تین لاشیں اُس میں رکھی ہوئی تھیں۔ مگر سب بوسیدہ اور راکھ کے طور پر ہو گئی
تھیں۔ لیکن چونکہ ہوا کا صدمہ کچھ نہ تھا تو جہاں اُن کے ہات رکھے ہوئے تھے وہیں اُنکے
ہات کی راکھ تھی اور جہاں سر رکھا تھا وہی سر کی راکھ تھی۔ جہاں پاؤں رکھا ہوا تھا وہیں
پاؤں کی راکھ تھی اور سب کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ وہ لاشیں کاٹھ کے تخت پر رکھی گئی
تھیں۔ وہ تخت بھی بوسیدہ ہو کر اور گل کر زمین کے برابر ہو گیا تھا۔ مگر اُس کے نشان بھی
راکھ میں جدا محسوس ہوتے تھے۔ انھوں نے اُنگلی سے چھوا تو معلوم ہوا کہ بالکل راکھ ہی اور
ہڈیوں اور راکھ کے سوا اور کچھ نہیں ہی۔ مگر جب سوراخ میں سے دیکھا جاتا تھا تو وہ تمام نقش
جو راکھ میں قائم تھے بالکل مجسم اور مسلم لاشیں معلوم ہوتی تھیں۔ تم خیال کرو کہ اگر ہم ایک تصویر
کو ایک صندوق میں رکھدیں اور ایسی حکمت کریں کہ کسی قدر شعاع آفتاب کی اُس میں پہنچے
اور اُس کے پہلو میں ایک چھید کر کے اُس کو دیکھیں تو وہ تصویر بالکل مجسم معلوم ہوگی۔ پس
اس طرح سے اس قسم کی پرانی لاشیں جو کسی پہاڑ کے نل میں سے دیکھی جاتی ہیں تو وہ مسلم
معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح اصحاب کہف کی لاشوں کے دیکھنے والوں کو وہ لاشیں مجسم
معلوم ہوئی ہوں گی۔ کیورس ستھس کے مصنف نے لکھا ہی کہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ایک
بڑے پتھر کے بکس میں بند کر کے مارسلیس کو بھیجی گئیں۔ جو اب بھی سائنٹ وکٹر کے گرجا میں
دکھائی جاتی ہیں۔ اِسکی تصدیق تاریخ طبری سے بھی ہوتی ہی۔ اُس میں لکھا ہی کہ قتادہ نے

روایت کی ہی کہ جب ابن عباس حبیب بن مسلمہ کے ساتھ جہاد پر گئے تو وہ کہف پر گزرے اور اُس میں کچھ ہڈیاں تھیں۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ہیں۔ ابن عباس نے کہا کہ ان کی ہڈیاں تو تین سو برس سے زیادہ ہوا کہ یہاں نہیں رہیں۔

بہرحال جب اُس ظالم بادشاہ نے اُس کھوہ کا مونھ بند کروا دیا تو یہ بیچارے اُس میں بند ہوگئے اور مر گئے۔ ایک زمانہ دراز کے بعد خواہ وہ زمانہ دو سو برس کا ہو یا ڈھائی سو برس کا یا تین سو برس کا یا تین سو نو برس کا کسی شخص نے اُس کھوہ کے مونھ کو کھولا جیسا کہ اکثر روائتوں میں بیان ہوا ہی۔ اس میں بھی کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ اُن لوگوں کے پاس جو کھوہ میں گئے تھے اُس زمانہ کے سکے کے روپئے موجود تھے اور جس شخص نے اُس کا مونھ کھولا تھا اُس نے وہ روپئے پائے ہونگے اور جب بازار میں لیگیا لوگوں نے چرچا کیا ہوگا کہ اُسنے خزانہ پایا ہی۔ حاکم تک اُس کو پکڑ کر لے گئے ہوں گے اور اُس نے تمام قصہ پہاڑ کی کھوہ میں لاشوں کے ہونے کا اور وہاں سے روپیہ ملنے کا بیان کیا ہوگا اُس پر وہاں کے حاکم اور شہر کے لوگ اُن کے دیکھنے کو آئے اور جانا کہ یہ اُن لوگوں کی لاشیں ہیں جو دقیوس قیصر کے ظلم سے بھاگے تھے۔

راویوں اور لوگوں نے اس اصلی واقعہ کو اس طرح پر بنا لیا کہ اصحاب کہف کئی سو برس بعد

(لونٹ صفحہ ۲۱) قال قتادة وغزا ابن عباس مع حبیب بن سلمة فمروا بالکھف فاذا فیه عظام فقال رجل ھذہ عظام اصحٰب الکھف فقال ابن عباس لقد ذھبت عظامھم منذ اکثر من ثلثمائة سنة (طبری) ۵۱ فلما کانت السنة التی ازاد اللّٰه فیھا احیاء الفتیة انطلق رجل من اھل المدینة واقام بذلک المکان یرعی غنمه فاراد ان یتخذ لغنمه حظیرة فامر اعوانه بتنحیة الصخرة التی کانت علی باب الکھف (اثار البلاد قزوینی) ۵۲ ثم قالوا (ای الفتیة بعد بعثھم عن الموت او ایقاظھم من النوم الطویل) یعلیخا انطلق الی المدینة فتسمع ما یقال لنا بھا وما الذی یذکر

سوتے سے اُٹھے یا مُردے سے زندہ ہوگئے۔ اور نھیں میں کا ایک شخص روپیہ لیکر بازار میں آیا اور چرچا ہوا اور سب لوگ پہاڑ کی کھوہ پر گئے۔ پھر کسی نے کہا وہ زندہ تھے ایک آدھ بات کہکر مرگئے۔ کسی نے کہا کہ مسلم بغیر کسی نقصان کے لاشیں تھیں مگر ان میں ارواح نہ تھی ایسے واقعات میں اس قسم کی افواہیں اُڑا کرتی ہیں اور رفتہ رفتہ روائتیں بنجاتی ہیں اور کتابوں میں لکھی جاتی ہیں اور مذہبی لگاؤ سے لوگ اُس کو مقدس سمجھتے ہیں اور معجزہ اور کرامات قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں جس قدر اس قصہ کا بیان آیا ہی وہ بالکل سیدھا اور صاف ہی۔ بلکہ خدا نے اس قصہ کو اسی مقصد سے بیان کیا ہی کہ جو غلط باتیں اور عجائبات اُس قصہ کے ساتھ مشہور تھے اُن کی غلطی ظاہر ہو یا اُن کی تکذیب کی جائے اور بتا دیا جاوے کہ اصل واقعہ کیا ہی۔

مگر افسوس ہی کہ مفسرین نے جن کے کان اُنھیں پُرانی افواہی روائتوں سے بھرے ہوئے تھے اور عیسائی بھی اور اُن کے سوا عرب اور ایشیا کے لوگ بھی اس قصہ کو عجائبات یا کرامت اور معجزات کے طور پر بیان کرتے تھے قرآن مجید کی آئتوں کی بھی وہی تفسیر کی جس سے خود خدا انکار کرتا تھا۔ فمثلھم کمثل الذی فسر القول بما لا یرضی قائلہ۔

تمام مفسرین کی سوا معتزلہ کے یہ عادت ہی کہ اپنی تفسیروں میں محض بے سند اور افواہی روائتوں کو بلا تحقیق لکھتے چلے جاتے ہیں اور ذرا بھی تحقیق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے علاوہ اس کے اُنھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہی کہ جہاں تک ہوسکے ہر ایک سیدھی سادی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲) عند دقیانوس وتلطف ولا یشعرون بلث احل واتبع لنا طعاما فاتنابہ وزدنا علی الطعام الذی جئتنا بہ فقل اصبحنا جیاعا (تفسیر معالم التنزیل)

بات کو بھی ایک حیرت انگیز طریقے پر اور عجائبات و کرامات کے نمونے پر بیان کریں۔
اُسی عادت کے موافق اصحاب کہف کے قصہ میں بھی عجیب و غریب باتیں ملا دی ہیں مگر
قرآن مجید اُن سب کو غلط بتاتا ہی۔

اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ قرآن مجید کی اُن آیتوں کی جو اصحاب کہف کے
قصہ سے متعلق ہیں تفسیر لکھیں اور دکھلائیں کہ قرآن مجید میں اُن کا قصہ کس قدر اور کس طرح
بیان ہوا ہی۔ اور مفسرین اُن آیتوں کی تفسیر میں کیسے دہوکے میں پڑ گئے ہیں۔ واللہ المستعان

تفسیر الآیات من القرآن العظیم

فی قصۃ

اصحاب الکہف والرقیم

سب سے اول اس امر کا تصفیہ کرنا چاہیے کہ اصحاب کہف و رقیم کا ایک ہی گروہ پر اطلاق ہوا ہی یا دو مختلف گروہوں پر یعنی جن لوگوں پر اصحاب کہف کا اطلاق ہوا ہی انھیں پر رقیم یعنی اصحاب رقیم کا اطلاق ہوا ہی یا اصحاب کہف ایک جدا گروہ تھا اور اصحاب رقیم جدا گروہ۔

جو کچھ بحث ہو سکتی ہی وہ رقیم کے لفظ پر ہو سکتی ہی۔ بعض[۱] لوگوں کا خیال ہے کہ کہ تفسیر بیضاوی اور اور کتابوں میں بھی لکھا ہی کہ اصحاب الرقیم ایک جدا گروہ تھا اور وہ تین شخص تھے کہیں جاتے تھے رستہ میں مینھ آیا ایک پہاڑ کے غار میں ہو بیٹھے اوپر سے پہاڑ گرا اور غار کا موںھ بند ہو گیا۔ ان لوگوں نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور اس مصیبت سے نکلنے کی دعا مانگی۔ کچھ عرصے کے بعد جو پتھر پہاڑ کا اوپر سے پھسل گرا تھا اور جس نے غار کا

---

[۱] قیل اصحاب الرقیم قوم آخرون کانوا ثلثۃ خرجوا یرتادون لاھلھم فاخذتھم السماء فاووا الی الکہف فانحطت صخرۃ وسدت بابہ فقال احدھم اذکروا ایکم عمل حسنۃ لعل اللہ تعالی یرحمنا ببرکتہ فحدث کل واحد منھم بعملہ ففرج اللہ عنھم فخرجوا وقد رفع ذلک نعمان بن بشیر (بیضاوی)

مونھ بند کر دیا تھا وہ اور نیچے کو پھسل گیا اور غار کا مونھ کھل گیا۔

یہ قصہ[1] امام محمد اسمعیل بخاری نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری میں بیان کیا ہی۔ مگر کچھ شبہہ نہیں ہو سکتا کہ اس مقام پر لفظ رقیم سے اُن لوگوں کے قصّے کی طرف اشارہ نہیں ہی۔ اوّل تو اس لیے کہ اُس گروہ پر اصحاب الرقیم کا اطلاق نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالی نے اس مقام پر دو گروہ کے قصے نہیں بیان کیے بلکہ صرف ایک گروہ کا قصہ بیان کیا ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ اصحاب کہف و رقیم ایک ہی گروہ کا لقب تھا۔

ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ جہاں خدا نے اصحاب کہف کی تعداد میں لوگوں کا اختلاف بیان کیا ہی کہ کوئی تو کہتا ہی کہ وہ تین شخص تھے کوئی کہتا ہی کہ پانچ تھے۔ کوئی کہتا ہی سات تھے۔ بس بعض لوگوں نے تین کی تعداد پر خیال کر کے رقیم کے لفظ سے اُس گروہ کا اشارہ سمجھا جن کی تعداد تین تھی اور وہ بھی پہاڑ کے غار میں اوپر سے پتھر گرنے کے سبب بند ہو گئے تھے۔ مگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا نہ کوئی وجہ پائی جاتی ہی اور نہ اس بات کا کوئی ثبوت ہی کہ ان لوگوں پر اصحاب الرقیم کا اطلاق ہوا ہو البتہ قسطلانی شرح بخاری میں

---

[1] باب اذا اشتری شیئا لغیرہ بغیر اذنہ فرضی حدثنا یعقوب ابن ابراھیم حدثنا ابو عاصم انا ابن جریج اخبرنی موسی ابن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی علیہ والہ وسلم قال خرج ثلثۃ نفر یمشون فاصابھم مطر فدخلوا فی غار فی جبل فانحطت علیھم صخرۃ قال فقال بعضھم لبعض ادعوا اللہ بافضل عمل عملتموہ فقال احد کذا والثانی کذا والثالث کذا فانکشف عنھم (بخاری)

باب من استاجر اجیرا فترک اجرہ حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن الزھری ثنی سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلعم انطلق ثلثۃ رھط ممن کان قبلکم حتی او والمبیت الی غار فدخلوہ فانحدرت صخرۃ من الجبل فسدت علیھم الغار فقالوا انہ لا ینجیکم من ھذہ الصخرۃ الا ان تدعوا اللہ بصالح اعمالکم فقال الرجل منھم کذا والثانی کذا والثالث کذا فانفرجت الصخرۃ فخرجوا یمشون (بخاری)

شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب نے اصحاب الغار کا اُنپر اطلاق کیا ہی مگر اصحب الرقیم کا کسی نے اطلاق نہیں کیا۔

بیضاوی اور نیز اور مورخوں اور مفسروں نے رقیم کے معنوں میں اختلاف کیا ہی بعضوں نے کہا کہ جس پہاڑ میں اصحاب کہف چھپے تھے اُس کا نام ہی۔ کسی نے کہا جس جنگل میں وہ پہاڑ تھا اُس جنگل کا وہ نام ہی۔ بعضوں نے کہا کہ جہاں وہ پہاڑ تھا اُس شہر کا نام ہی۔ مگر یہ سب اقوال قابل اعتبار نہیں ہیں اس لیے کہ جغرافیہ اُس ملک کا جہاں وہ پہاڑ تھا ان اقوال میں کسی کی مساعدت نہیں کرتا۔

بعضوں کا قول ہی کہ رقیم اُن کے کُتّے کا نام تھا اور اس کی سند میں امیہ بن ابی الصلت شاعر جاہلی کا شعر لایا جاتا ہی جس میں اُس نے کہا ہی۔ ولیس بہا الا الرقیم مجاورا۔ مگر اس قول پر بھی طمانیت نہیں ہو سکتی کیونکہ جس طرح رقیم کی نسبت مختلف باتیں مشہور تھیں۔ یہ بھی مشہور ہوگا کہ رقیم اُن کے کُتّے کا نام تھا۔ اُسی کو شاعر نے اپنے شعر میں نظم کر دیا۔

رقیم کے معنی از روے لغت کے لکھے ہوئے کے ہیں۔ صحیح بخاری میں بھی رقیم کی تفسیر میں لکھا ہی کہ " الرقیم الکتاب مرقوم مکتوب من الرقم " بخاریؒ نے بھی سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہی۔ کہ انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ رقیم جست کی تختی تھی جسپر اصحاب کہف کا حال اور اُن کے نام لکھے گئے تھے اسی وجہ سے اُن کو اصحاب الرقیم بھی کہتے تھے۔ پانچویں صدی عیسوی کے اخیر میں یا چھٹی صدی کے شروع میں یعنی آنحضرت صلعم سے پہلے ایشیا مینر کے بشپ نے اس قصے کو بطور عیسائی مذہب کے متبرک قصّے کے

سلہ قال سعید عن ابن عباس الرقیم اللوح من الرصاص کتب عاملھم اسماءھم (ای اسماء اصحاب الکھف) ثم طرحہ فی خزانتہ (بخاری)

تحریر کیا تھا پس بہر صورت سے اصحاب کہف پر اصحاب الرقیم کا اطلاق صحیح و درست ہوتا ہی اور رقیم عطف تفسیری ہو اصحاب کہف کی۔ وہو الصحیح عندنا۔

تمام مفسرین[۱] قصئہ اصحاب کہف کی شان نزول میں لکھتے ہیں کہ نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط مدینہ کے یہودیوں کے احبار یعنی علماء کے پاس گئے اور آنحضرت صلعم کے حالات اُن سے کہے اُن لوگوں نے کہا کہ تم اُن سے تین سوال کرو اگر وہ جواب دیں تو نبی ہیں نہیں تو نہیں۔

ایک یہ کہ چند جوان جو اگلے زمانے میں گزرے اُنکا کیا حال ہی۔

ایک یہ کہ اُس شخص کی جو بڑا پھرنے والا تھا اور زمین کے مشرق اور مغرب تک پہنچا تھا اُس کے حالات کیا ہیں۔

ایک یہ کہ روح کیا ہی۔

---

[۱] روایت محمد بن اسحٰق ان قریشا بعثوہ (ای نضر بن الحارث) وبعثوا معہ عقبۃ بن ابی معیط الی احبار الیہود بالمدینۃ وقالوا لھما سلوھم عن محمد وصفتہ واخبروھم بقولہ فانھم اہل الکتاب الاول وعندھم من العلم ما لیس عندنا من علم الانبیاء فخرجا حتی قدما الی المدینۃ فسألوا احبار الیہود عن احوال محمد فقال احبار الیہود سلوہ عن ثلثۃ عن فتیۃ ذھبوا فی الدھر الاول ما کان من امرھم فان حدیثھم عجیب وعن رجل طواف قد بلغ مشارق الارض ومغاربھا ما کان نبأہ وسلوہ عن الروح ما ھو فان اخبرکم فھو نبی والا فھو مفتون فلما قدم النضر وصاحبہ مکۃ قالا قد جئناکم بفصل ما بیننا وبین محمد واخبروا بما قالہ الیہود فجاؤا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسألوہ فقال رسول اللہ صلعم اخبرکم بما سألتم عنہ غدا ولم یستثن فانصرفوا عنہ ومکث رسول اللہ صلعم فیما یذکرون خمسۃ عشر لیلۃ حتی ارجف اہل مکۃ بہ وقالوا وعدنا محمد غدا والیوم خمس عشرۃ لیلۃ فشق علیہ ذلک ثم جاءہ جبریل من عند اللہ بسورۃ اصحاب الکہف وفیھا معاتبۃ اللہ ایاہ علی حزنہ علیھم وفیھا خبر اولئک الفتیۃ وخبر الرجل الطواف (تفسیر کبیر)

پہلے سوال کے جواب میں اصحاب کہف کا قصہ نازل ہوا۔ مگر ہمارے نزدیک نہ اس تمہید کی جو سوالات کرنے کے باب میں بیان ہوئی ہی کوئی سند ہی اور نہ اس بات کی طرف کہ اصحاب کہف کے قصے کی نسبت کسی نے سوال کیا تھا کوئی اشارہ ہی۔ ذوالقرنین کا حال اور روح کی ماہیت بلاشبہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے پوچھی تھی اور قرآن مجید میں اُس کی طرف اشارہ ہی جہاں فرمایا ہی یسئلونک عن ذی القرنین۔ یسئلونک عن الروح۔ مگر اصحاب کہف کے قصے میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہی جس سے پایا جاوے کہ وہ قصہ آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا تھا۔ معہذا نبی ہونے کی شناخت ان سوالوں کے جواب پر منحصر کرنا کیسی ایک لغو اور بیہودہ بات ہی۔

اس روایت میں ایک صریح غلطی یہ ہی کہ اصحاب کہف کا قصہ یہودیوں کا یا یہودی مذہب کا قصہ نہیں ہی۔ بلکہ عیسائی مذہب کے لوگوں کا قصہ ہی۔ پس اس کی نسبت علماء یہود سے پوچھنا یا علماء یہود کا اُس کی نسبت سوال بتانا اور اُس کے جواب پر آنحضرت صلعم کا نبی ہونا منحصر کرنا کیسا غلط ہی۔

علاوہ اس کے یہ قصہ کچھ بہت پُرانا قصہ نہیں۔ آنحضرت صلعم کے زمانے سے تھوڑے زمانے پہلے کا ہی جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا۔ معہذا یہ قصہ عرب جاہلیت کو بھی معلوم تھا جیسے کہ امیہ بن ابی الصلت جاہلی کے شعر سے پایا جاتا ہی اور وہ یہ ہی

ولیس بہا الا الرقیم مجاورا　　　وصیدھم والقوم فی الکھف ھمد

پس ایسے قصے کو پوچھنا اور اُس پر نبی ہونے کو منحصر کرنا کسی طرح سمجھنے کے قابل نہیں ہی۔ علاوہ اس کے خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہی کہ قبل اس کے کہ خداے تعالے اس قصے کی حقیقت بتلاوے آنحضرت صلعم اس قصے کو مع اُن عجائبات کے جو لوگوں نے

اُس میں شامل کر دیے تھے سُن چکے تھے اور متعجب ہوئے تھے۔ خدا نے فرمایا [1] اے محمد کیا تو نے سمجھا ہی کہ اصحاب کہف ورقیم میری عجیب نشانیوں میں سے تھے۔ اور جب تک کہ آنحضرت نے وہ قصہ مع اُن عجائبات کے جو لوگوں نے اُس میں شامل کر لیے تھے نہ سُن لیا ہو تو خدا کا یہ فرمانا کہ کیا تو نے اُس کو عجیب سمجھا ہی صحیح نہیں ہو سکتا بے جانی ہوئی چیز پر نہیں کہا جا سکتا کہ کیا تو نے اُس کو عجیب جانا ہی۔

یہ کہانی کہ قریش نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے تین سوال کیے تھے اور آپ نے فرمایا کہ میں کل اس کا جواب دوں گا مگر انشاءاللہ تعالیٰ نہ کہا اور پندرہ روز تک نہ جبریل آئے نہ وحی لائے اور قریش ایسی ویسی باتیں بنانے لگے اور آنحضرت صلعم ملول و متفکر ہوئے محض غلط اور ساختہ کہانی ہی اور حدیث کی کسی معتبر کتاب میں یہ روایت نہیں ہے

لوگوں کی عادت ہی کہ جہاں قرآن مجید کی کسی آیت میں اس قسم کا کوئی لفظ دیکھا جس پر کوئی قصہ مبنی ہو سکتا ہی اُس کی مناسبت سے ایک قصہ روایت کرنے لگے اور ہمارے مفسرین نے ان روایتوں کو اپنی تفسیروں میں نقل کرنا شروع کیا۔ اسی سورہ میں یہ آیت ہی کہ "اور [2] تو کبھی نہ کہنا کسی چیز کے لیے کہ میں اُس کو کل کروں گا بغیر انشاءاللہ کہے اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بھول جاوے۔" اس آیت سے لوگوں نے یہ قصہ بنایا کہ [3] قریش نے یہ قصہ پوچھا تھا اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میں کل جواب دونگا مگر انشاءاللہ نہیں

---

[1] ام حسبت ان اصحب الکھف والرقیم کانوا من ایتنا عجبا (سورہ کہف) [2] ولا تقولن لشئ انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یھدین ربی لاقرب من ھذا رشدا (سورہ کہف) [3] وذلک ان اھل مکۃ سالوہ عن الروح وعن اصحاب الکھف وعن ذی القرنین فقال

کہا تھا اُسپر غدا روٹھ گیا اور دو ہفتے تک وحی نہیں بھیجی۔ نعوذ باللہ من ہذہ التطیجات۔

اول تو غدا کے معنی کل کے یعنی دوسرے دن کے قرار دینا صحیح نہیں ہی غد و غدا کا استعمال زمانہ مستقبل غیر معین و غیر محدود پر ہوتا ہی۔ خدا نے سورۂ لقمان[لہ] میں فرمایا ہی کہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کریگا۔ پس غدا کے لفظ سے جس کا ترجمہ کل اور (فردا) ہی دوسرا دن مراد نہیں ہی بلکہ اُس سے زمانہ مستقبل یعنی آنے والا زمانہ مراد ہی۔ مطلب یہ ہی کہ کوئی نہیں جانتا کہ آیندہ وہ کیا کرے گا۔

زمانہ جاہلیت میں بھی غد کے لفظ کا اس معنی میں استعمال ہوتا تھا جیسے کہ زیاد ابن معاویہ المعروف بالنابغہ الذبیانی جاہلی شاعر نے کہا ہی۔

ان کان تفریق الاحبۃ فی غد لا مرحبا بغد ولا اھلا بہ

پس اس آیت میں جو لفظ غدا کا ہی اس کے معنی دوسرے دن کے نہیں ہیں خدا نے فرمایا کہ جب تم آیندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے کو کہو تو اُس کے ساتھ انشاء اللہ بھی کہہ لیا کرو۔ لوگوں نے اس خیال سے کہ یہ آیت سورۂ کہف کی آیتوں میں شامل ہی اور غدا کا لفظ اُس میں آیا ہی۔ اور لوگوں کا ذوالقرنین کی نسبت اور روح کی نسبت بھی سوال کرنا قرآن مجید میں مذکور ہی ایک روایت جس کی کوئی سند نہیں ہی بنا گھڑی کی اور ہمارے مفسروں نے اپنی تفسیروں میں نقل کرنا شروع کر دیا۔

خدا تعالےٰ نے اس مقام پر اصحاب کہف کے قصے کو اخیر تک بیان نہیں کیا بلکہ صرف اسی قدر بیان کیا ہی جہاں تک اس بات سے علاقہ رکھتا ہی جس سے اس قصہ کا عجیب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰) اخبرکم غدا ولم یقل انشاء اللہ فلبث الوحی ایاما ثم نزلت ہذہ الایۃ (معالم التنزیل)

[لہ] ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا (سورۂ لقمان)

و غریب اور ما فوق الطبیعت ہونا لوگوں نے بیان کیا ہی باقی قصہ کو چھوڑ دیا ہی۔ کیونکہ اُس کے بیان کی ضرورت نہ تھی اس لیے جس مقام پر اُس قصہ کو چھوڑا اپنے پیغمبر کو نصیحت کی ہو کہ جو کام آیندہ کو کرنا ہو بغیر انشاء اللہ کہے مت کہو کہ میں کروں گا اور اگر انشاء اللہ کہنا بھولجاوے تو اُس کو یاد کرے یعنی یاد آنے پر کہہ لے۔ یہ جملہ اس مقام پر اس لیے فرمایا کہ خدا نے قصے کو نا تمام چھوڑ کر اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ یہ کہدے[۱] کہ ہدایت کرے مجھ کو میرا پروردگار اس سے بھی قریب زیادہ ٹھیک بات کی یعنی جو قصہ باقی رہ گیا ہی۔ اس کو بھی تحقیق طور پر بتا دیو کی اور اسی کے بعد فرما دیا کہ خدا کو معلوم ہی کہ وہ کہف میں کتنی مدت رہے۔ غرض کہ جو شان نزول مفسرین نے بتائی ہی وہ صحیح نہیں ہی۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ قاضی عبد الجبار معتزلی نے بھی اس شان نزول پر اعتراض کیا ہی کہ یہ شان نزول صحیح نہیں۔ وہو الحق۔ اب اس قصہ کی شان نزول جو خود قرآن مجید سے بدلالت النص پائی جاتی ہی ہم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے کافروں سے یہ قصہ جس طرح کہ اُن میں مشہور تھا سُنا اور اُس پر نہایت متعجب ہوے تھے خدائے تعالے نے اُس تعجب کے دُور کرنے کو فرمایا" کہ اے[۲] محمد کیا تو نے سمجھا ہی کہ اصحاب کہف اور رقیم میری عجیب نشانیوں میں تھے یعنی وہ کچھ عجیب نہ تھے۔

علما[۳] مفسرین نے بھی یہ معنی اختیار کیے ہیں۔ مگر باوجود عجیب ہونے کے نفی کرنے کے اُس کا عجیب ہونا قائم رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس لیے عجیب نہیں ہی کہ خدا کی تمام نشانیاں عجیب ہیں یا یہ کہ خدا کی مخلوقات مثلاً آسمان اور زمین وغیرہ اس قصے سے بھی

۱؎ قل عسیٰ ان یہدینی ربی لاقرب من ہذا رشدا (سورۂ کہف) ۲؎ ام حسبت ان اصحب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا (سورۂ کہف) ۳؎ یعنی اظننت یا محمد ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا ای ہم عجب من اٰیتنا وقیل معناہ انہم لیسوا باعجب من اٰیاتنا فان ما خلقت من السموات والارض وما فیہن من العجائب اعجب منہم (معالم التنزیل)

اعجب یعنی عجیب ترین۔

مگران دونوں دلیلوں میں غلطی ہی۔ بیشک خدا کی تمام مخلوقات اور اس کے تمام کام فی نفسہ عجیب ہیں مگر جو روزمرہ دیکھنے و برتنے میں آتے ہیں اُن کا عجیب ہونا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اُسی کا عجیب ہونا سمجھا جاتا ہی جو معمولی باتوں سے بڑھ کر ہو بس یہ کہنا کہ قصہ اصحاب کہف عجیب تو ہی مگر جو کہ تمام کام خدا کے عجیب ہی ہیں اس لیے اس قصے کو بتخصیص عجیب مت سمجھو بالکل غلط اور خلاف مقصود آیت کے ہی کیونکہ آیت میں اُس کے عجیب ہونے کی نفی سے یہ مراد ہی کہ وہ ایک معمولی واقعہ ہی جو انسانوں پر گزرا ہی اُس میں تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں۔

دوسرا استدلال کہ اور کام خدا کے اس سے بھی زیادہ تر عجیب ہیں اس لیے گو کہ وہ قصہ عجیب ہی مگر اُس کو عجیب مت سمجھو اور بھی زیادہ مہمل اور بیمعنی ہی آیت میں اُس کے عجیب ہونے کی نفی کی گئی ہی اُس میں لفظ عجبا ہی اگر اعجبا کا لفظ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ نفی زیادہ تر عجیب ہونے سے متعلق ہوتی اور قصہ کا فی نفسہ عجیب ہونا باقی رہتا مگر جب کہ عجیب ہونے کی ہی نفی ہی تو بجز اس کے کہ وہ ایک عام واقعہ ہو جو دنیا میں ہوتے ہیں اور کوئی صفت تعجب اُس میں باقی نہیں رہتی۔ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی تمام نشانیاں اور اُس کی تمام مخلوقات آسمان و زمین انسان و حیوان چیونٹیاں اور بھنگے سب عجیب ہیں لیکن باعتبار نفس خلقت کے فی نفسہ عجیب ہونا دوسری چیز ہی۔ جو امور کہ موافق عادت کے ہوتے ہیں گو وہ فی نفسہ عجیب ہوں مگر عادت کے موافق ہونے پر اُن سے کوئی متعجب نہیں ہوتا تعجب جب ہی ہوتا ہی جب کوئی چیز خلاف عادت وقوع میں آوے۔ پس یہ آیت جو تعجب کی نفی پر دلالت کرتی ہی وہ اُسی تعجب کی نفی کرتی ہی جو کسی امر کے خلاف عادت ظہور میں آنے سے

ہوتا ہی۔ حاصل یہ ہی کہ اصحاب کہف میں کوئی بات تعجب کرنے کے لائق نہیں ہی اُن پر کوئی واقعہ خلاف عادت جس سے تعجب ہو جیسا کہ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہی نہیں گزرا وہ مثل اور انسانوں کے انسان تھے اور جیسے واقعات انسانوں پر گزرتے ہیں ویسے ہی اُن پر بھی گزرے تھے کوئی امر خلاف عادت جو تعجب انگیز ہو نہیں ہوا۔

اب یہ امر قابل غور ہی کہ قرآن مجید میں اس قصے کو دو ٹکڑے کرکے بیان کیا ہی پہلی دفعہ بہت ہی مختصر طور پر اُس کو کہدیا ہی اور صرف وہی خاص مقام بیان کیا ہے جس کے سبب وہ قصہ عجیب ہو جاتا ہی اور پہلی آیت میں اُس کے عجیب ہونے کی نفی کی تھی اور اُس کے ساتھ کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہی جو اس قصے کے واقعی ہونے پر اشارہ کرتا ہو۔

برخلاف اس کے جہاں پر قصہ شروع کیا ہی اُس کی ابتدا میں فرمایا ہی[1] کہ ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر اُن کا ٹھیک واقعی قصہ۔ پس پہلے بیان کی نسبت جو خدا تعالی نے اُس کا بیان کرنا اپنی طرف نسبت نہیں کیا اور دوسرے بیان کو حق بتایا اور اپنی طرف نسبت کیا اس کے لیے کوئی وجہ ہونی چاہیے۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ اللہ تعالی نے پہلے اُن کے قصے کا ایک ٹکڑا بیان کیا پھر فرمایا کہ ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر اُن کا ٹھیک یعنی سچا قصہ۔ مگر صاحب تفسیر کبیر نے بھی کوئی وجہ نہیں بیان کی کہ ان دونوں بیانوں میں کیوں اس طرح تفرقی کی ہی مگر یہ لفظ صاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ پہلے جس قدر بیان ہوا وہ قصہ وہ نہیں ہی جس کے بتانے کا

---

[1] نحن نقص علیک نبأهم بالحق (سورۂ کہف) [2] اعلم انہ تعالی ذکر من قبل جملة من وقعتهم ثم قال نحن نقص علیک نبأهم بالحق ای علی وجه الصدق (تفسیر کبیر)

خدا نے ارادہ کیا تھا۔ بلکہ پہلے وہ بیان کیا ہی جو لوگوں میں مشہور تھا اور جس سے وہ قصہ عجیب ہوگیا تھا اور پھر واقعی قصہ بیان کیا ہی جس میں وہ امر تعجب انگیز نہیں ہی اور دونوں کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ جس امر کو لوگوں نے باعث تعجب اس قصے میں قرار دے رکھا تھا وہ واقعی نہیں ہی۔

لوگوں نے جس طرح اس قصے کو تعجب انگیز بنا لیا تھا خدا نے اُس کا اس طرح بیان کیا ہی کہ "جب[1] وہ چند جوان کہف میں آئے تو انھوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنے پاس سے رحمت دے اور طیار کردے ہمارے لیے ہمارے کاموں میں بھلائی پھر ہم نے مارا اُن کے کانوں پر کہف میں گنے ہوے برسوں تک پھر ہم نے اُن کو اُٹھایا تاکہ ہم جان لیں کہ اُن دو گروہوں میں سے کونسا گروہ خوب یاد رکھنے والا ہی اُن کے رہنے کی مدت کو۔"

لوگوں نے جو اس قصے میں تعجب انگیز بات بنالی تھی وہ یہ تھی کہ جب وہ کہف میں گئے تو بعض[2] رواُتوں میں ہی کہ وہ سو رہے بعض میں ہی کہ اُن پر غشی چھا گئی محمد بن[3] اسحق کا قول تفسیر معالم التنزیل میں نقل کیا ہی کہ خدا نے اُن کی روحوں کو وفات دی جیسے کہ سونے میں روحوں کو وفات دیتا ہی۔ بعض[4] رواُتوں میں ہی کہ وہ مر گئے۔ پس خدا کو ایسا لفظ فرمانا تھا جو لوگوں کے ان سب خیالات پر حاوی ہو اس لیے فرمایا " فضربنا علی اذانہم۔ یعنی اُن کے کانوں کو ایسا کر دیا جس سے وہ سُن نہ سکیں اور کانوں کی ایسی حالت سو جانے غش

---

[1] اذا وی الفتیۃ الی الکھف فقالوا ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا۔ فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا۔ ثم بعثناھم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا امدا (سورۃ کھف) [2] فضربنا قال المفسرون معناہ انمناھم (تفسیر کبیر) فبینما ھم علی ذلک اذ ضرب اللہ علی اذانھم النوم فی الکھف (تفسیر معالم التنزیل) [3] قد توفی ارواحھم وفاۃ النوم (معالم التنزیل)

آجانے سے مرجانے سے ہر حالت میں ہوجاتی ہے۔ پس اُن لوگوں کے خیالات پر جامع ہونے کو اس سے بہتر کوئی لفظ نہ تھا۔

پھر فرمایا "سنین عددا ثم بعثناھم" لوگ کہتے تھے کہ ان کی یہ حالت تین سَو برس۔ تین سو نو برس اور بعض تاریخوں کے حساب سے دو سو برس یا دو سو چالیس برس تک رہی ان اختلافات مدت کے لیے کوئی لفظ "سنین عدد" سے زیادہ جامع نہیں ہوسکتا تھا۔

پھر لفظ بعثنا بھی ایسا ہی جامع ہے کہ جو لوگ اُن کو سوتا ہوا سمجھتے تھے تو سونے سے اُٹھنے پر بھی بعث کے لفظ کا اطلاق ہوسکتا تھا۔ غش سے افاقہ ہونے پر بھی اطلاق ہوسکتا تھا۔ اور مردہ ہو کر زندہ ہونے پر بھی اُس کا اطلاق ہوسکتا تھا۔ اور یہ لفظ لوگوں کے تمام خیالات کے جامع تھے۔

ضرب علی الاذن اور بعث کو خدا نے اس مقام پر اپنی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے "فضربنا علی اذانھم۔ ثم بعثناھم" اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ بھی جنھوں نے اس قصے کو عجیب بنایا تھا اور وہی روائتیں چلی آتی تھیں وہ بھی اُن کا سُلانا یا غش میں ڈالنا یا مردہ کر دینا اور پھر اُٹھانا یا جلانا خدا ہی کی طرف منسوب کرتے تھے اس لیے اس مقام پر بھی خدا نے اسکو اپنی طرف منسوب شدہ بتایا۔

پس جو عجیب چیز اس قصے میں بنائی گئی تھی وہ اصحاب کہف کا اس قدر مدت دراز تک سوتے رہنا یا غش میں پڑے رہنا یا مرے ہوئے ہو کر پھر زندہ ہونا تھا۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے پہلی آیت میں اس قصے کے عجیب ہونے کی نفی کی تھی تو اُس سے اُن کے اس قدر مدت تک سوتے رہنے یا غش میں پڑے رہنے یا مردہ رہکر زندہ ہونیکی

نفی لازم آتی ہے۔

اس کی تائید خود قرآن مجید کی اگلی آیتوں سے ہوتی ہے جہاں سے خدا تعالیٰ نے خود
اُن کا واقعی اور سچا قصہ بیان کرنا شروع کیا ہے اور جس میں اُن کے اس قدر زمانہ دراز تک
سوتے رہتے یا غش میں پڑے رہنے کا مردہ رہنے کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ نتیجہ اس بحث کا
یہ ہے کہ یہ جو لوگوں میں مشہور تھا کہ اصحاب کہف اس قدر مدت دراز تک سوکر یا غش میں
پڑے رہ کر اُٹھے یا مردہ رہ کر زندہ ہوئے صحیح نہیں نہ تھا۔

اب خدا تعالیٰ صحیح قصہ اصحاب کہف کا بتلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ "ہم بیان[1] کرتے
ہیں تجھ پر اُن کا سچا قصہ وہاں وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے
اور ہم نے اُن کو زیادہ ہدایت کی تھی اور مضبوط کر دیا تھا اُن کے دلوں کو جبکہ وہ کھڑے ہوئے
(یعنی جابر اور بت پرست بادشاہ کے سامنے جو بت پرستی پر اُن کو مجبور کرتا تھا) اُنھوں نے
کہا کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے ہم اُس کے سوا کسی اور کو خدا
نہیں پکارتے اور جب ہم نے ایسا کہا (یعنی کسی دوسرے کو خدا کہا) تو ہم نے بیہودہ بات
کہی۔ اس کے بعد اُنھوں نے آپس میں کہا کہ "ہماری[2] اس قوم نے اللہ کے سوا خدا ٹھہرائے
ہیں کیوں نہیں لاتے اُن کے خدا ہونے پر صاف دلیل۔ پھر کون شخص زیادہ ظالم ہے اس سے

[1] نحن نقص علیک نباھم بالحق انھم فتیۃ اٰمنوا بربھم و زدناھم ھدی و ربطنا علی قلوبھم اذ قاموا
فقالوا ربنا رب السموٰت والارض لن ندعوا من دونہ الٰھا لقد قلنا اذا شططا (سورۂ کہف)

[2] ھؤلاء قومنا اتخذوا من دونہ اٰلھۃ لولا یاتون علیھم بسلطٰن بین فمن اظلم ممن افتری
علی اللہ کذبا و اذ اعتزلتموھم وما یعبدون الا اللہ فاووا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ ویھیئ
لکم من امرکم مرفقا (سورۂ کہف) [3] وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن
کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم فی فجوۃ منہ (سورۂ کہف)

جس نے بہتان باندھا خدا پر جھوٹ اور جب تم اُن سے الگ ہو جاؤ اور اس سے جس کی وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا تو چل رہو کہف میں تا کہ وہ وسیع کر دیوے تمھارے لیے تمھارا پروردگار اپنی رحمت کو اور طیار کرے تمھارے لیے تمھارے کاموں میں آرام کا ذریعہ

اب خدا تعالیٰ اس کہف کا حال بتاتا ہی جس میں اصحاب کہف جا کر رہے تھے کہ "تو دیکھے آفتاب کو جب وہ طلوع کرے تو وہ اُنکے کہف سے دائیں جانب کو مائل ہوگا اور جب غروب کرے تو اُن کو کاٹتا ہوا بائیں طرف کو جاوے گا اور وہ کہف کی کشادگی میں ہیں" اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ اُن کے کہف کا مُونھ جانب شمال تھا۔ اور لوگوں نے بھی اُس کے مونھ کو جانب بنات النعش کہا ہی جو آسمان پر جانب شمال چند کواکب ہیں پس اب تم اپنا مونھ جانب شمال کرو تو مشرق تمھارے دائیں ہات کو ہوگی اور مغرب بائیں ہات کو اور سورج جو مشرق سے نکلیگا تمھارے اوپر ہوتا ہوا یعنی تم کو یا تمھارے مقام سکونت کو کاٹتا ہوا تمھارے بائیں ہات کی طرف غرب کو چلا جاوے گا۔ یہ حال خدا نے اس لیے بیان کیا تا کہ سمجھ میں اوے کہ اُس کہف یعنی پہاڑ کی کھوہ میں بالکل اندھیرا تھا اور سورج کی روشنی کسی طرح نہیں جا سکتی تھی۔

پہاڑ میں جو اس قسم کی کھوہ ہوتی ہی وہ دور تک لمبی اور تنگ چلی جاتی ہی اور کسی مقام پر چوڑی ہو جاتی ہی۔ اُسی چوڑی جگہ پر خدا نے فرمایا ہی کہ "وھم فی فجوۃ منہ" یعنی اصحاب کہف اُس کھوہ کی چوڑی جگہ میں تھے۔

اس کے بعد خدا فرماتا ہی کہ "یہ ہی[1] اللہ کی نشانیوں میں سے جس کو خدا ہدایت کرے وہی ہدایت پانے والا ہی اور جس کو گمراہ کرے پھر تو اُسکا کوئی دوست راہ بتانیوالا نہیں پاویگا۔

---

[1] ذالک من آیات اللہ من یھد اللہ فھو المھتد و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا (سورہ کہف)

اگر کوئی یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نے اصحاب کہف کو یا اُس پہاڑ کی کھوہ کو یا اصحاب کہف کے وہاں جاکر رہنے کو اللہ کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہی تو یہ محض غلطی ہوگی کیونکہ اُس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ سبیلا وہ صاف بتاتے ہیں کہ اصحاب کہف جو اپنے ایمان پر اور خدا پرستی پر مستحکم رہے اور خدا نے نہایت سختی اور جبر میں بھی جو بت پرست بادشاہ کی طرف سے بتوں کے پوجنے پر ہوتے تھے اُنکے دلوں کو مضبوط رکھا اُس کی نسبت خدا نے فرمایا ذالک من آیات اللہ

اب خدا تعالیٰ اصحاب کہف کی حالت بیان کرتا ہی کہ تو اُن[1] کو (یعنی اگر دیکھے تو) گمان کرے کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم اُن کو دائیں کروٹ اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے ہیں اور اُن کا کتّا کھوہ کے دہانے پر ہات پھیلائے ہوئے بیٹھا ہی۔

خدا تعالےٰ نے اس سے پہلے اصحاب کہف کا پہاڑ کی کھوہ میں جانا بیان کیا ہی اس کے بعد اس کھوہ کی حالت بیان کی ہی اور اب اصحاب کہف کی حالت بیان فرمائی ہی پس یہ حالت اسی وقت کی ہی جبکہ اصحاب کہف کھوہ میں گئے تھے نہ زمانۂ موجودہ کی یا اُس کے کسی زمانہ ممتد کے بعد کی۔ تحسبھم ایقاظا کی نسبت مفسروں نے بہت سی بے اصل باتیں لکھی ہیں۔ الا قرآن مجید سے جو اُس کی وجہ پائی جاتی ہی وہ صرف خدا کا یہ فرمانا ہے کہ نقلبھم ذات الیمین وذات الشمال اور یہی بات سچ ہی وہ پتھریلی کھوہ میں جاکر سوئے تھے اور اُس کے سبب سے گھڑی گھڑی کروٹیں بدلتے ہونگے اور اُن کی اس تکلیف کو خدا نے اس طرح پر ظاہر فرمایا ہی۔

---

[1] وتحسبھم ایقاظا وھم رقود ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید (سورۂ کہف)

اس کے بعد خدا تعالے اُس وحشت اور خوفناک حالت کو جس میں اصحاب کہف پہاڑ کی کھوہ میں جا کر چھپنے سے مبتلا ہوئے تھے بتاتا ہی اور فرماتا ہی کہ اگر تو اُن کو دیکھتا تو اُن سے اُلٹا بھاگتا اور تجھ پر اُن سے رعب چھا جاتا۔ مفسرین نے اس آیت کی نسبت بھی بہت سی افواہی اور بے سند روائتیں لکھی ہیں۔ اور اُن کی اس حالت کو زمانہ ممتد ما بعد کی حالت قرار دیا ہی۔ حالانکہ جس طرح خدا تعالیٰ نے اصحاب کہف کی اُس وقت کی حالت کو جب وہ پہاڑ کی کھوہ میں گئے تھے بیان کیا ہی اسی طرح اُسی وقت کی اُن کی وحشت انگیز حالت کو ظاہر فرمایا ہی۔

قرآن مجید کا سیاق کلام یہی ہی کہ جب کسی گزشتہ واقعہ پر متنبہ کرنا یا توجہ دلانا چاہتا ہی تو گزشتہ واقعہ کو موجود قرار دیکر خطاب کے لفظوں سے مخاطب کرتا ہی جیسے کہ الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔

پہاڑ کی کھوہ فی نفسہ ایک وحشتناک جگہ ہوتی ہی سنہ ۱۸۷۰ء میں جبکہ میں لندن میں تھا تو ایک دوست سے ملنے برسٹل میں گیا جو ایک خوبصورت شہر ہی اُس کے قریب سمندر کی کھاری کے کنارے پر ایک چھوٹا سا پہاڑ کا ٹیلہ ہی اُس میں ایک کھوہ ہی جس میں کسی اگلے زمانے میں کوئی ہرمٹ یعنی عیسائی درویش رہتا تھا میں اُس کھوہ کو دیکھنے گیا غالباً وہ کچھ بہت بڑی نہ تھی کئی سو فٹ کی لمبی ہو گی۔ مگر ایسی تنگ و تاریک تھی کہ کوئی چیز یہاں تک کہ پاس کا آدمی بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جو شخص اُس کے دکھانے کو ہمارے ساتھ تھا مہربانی سے روشنی لایا کہ ہم روشنی کے ذریعے سے اُس میں جاویں۔ قریباً نصف راستہ ہم نے طے کیا ہوگا کہ اس زور سے اور عجیب نفرت انگیز آواز سے ہوا آنی شروع

سلہ لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا و لملئت منہم رعبا (سورۂ کہف)

ہوئی جس نے ہمکو پریشان کردیا اور جو روشنی ہمارے ساتھ تھی وہ گل ہوگئی ہم آگے نہ گئے اور واپس چلے آئے معلوم ہوا کہ اُس کھوہ میں سمندر کی جانب کوئی سوراخ یا موکھا ہی جس میں سے یہ شدید ہوا آتی ہی۔ جو شخص ہمارے ساتھ تھا اُس نے بیان کیا کہ تھوڑی دور آگے قریباً پو ڈہائی گز چوڑی ایک جگہہ ہی اُس میں ہر مٹ رہتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی قسم کی جگہہ پر سورہ کہف میں خدا تعالیٰ نے وھم فی فجوۃ منہ کا اطلاق کیا ہی۔

یہاں تک صرف اس قدر بات قرآن مجید سے پائی گئی کہ اصحاب کہف اُس بت پرست بادشاہ کے خوف سے بھاگے اور پریشانی کی حالت میں ایک وحشت انگیز جگہہ میں جو پہاڑ کی تنگ و تاریک کھوہ تھی جا کر چھپے اور وہاں سو رہے پھر خدا نے اُن کو جگایا یعنی وہ جاگے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہی "اور اسی طرح ہم نے اُن کو اُٹھایا تاکہ وہ آپس میں پوچھیں۔ اُن میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کتنا سوئے اُنھوں نے کہا ایک دن سوئے یا ایک دن سے کچھ کم وہ بولے کہ تمھارا پروردگار جانتا ہی کہ تم کتنا سوئے[1]" پہاڑ کی کھوہ جس میں وہ جا کر چھپے تھے نہایت اندھیری تھی سورج کی روشنی اُس میں نہیں پہنچتی تھی یہ ایک معمولی بات تھی کہ جب وہ سو کر اُٹھے تو پوچھا کہ کس قدر سوئے اُس اندھیری کھوہ میں کسی نے کہا دن بھر یا کچھ کم سوئے جو کہ وہ لوگ بسبب اندھیری کے ٹھیک اندازہ نہیں کرسکتے تھے اُنھوں نے کہا خدا معلوم کتنا سوئے

یہ اُن کا سونا اور جاگنا پہاڑ کی کھوہ میں جانے کے بعد ایک معمولی زمانے تک سو کر جاگنا تھا اور کوئی عجیب بات اُس میں نہ تھی اور نہ قرآن مجید میں اس مقام پر یعنی اس قصے میں جس کی نسبت خدا نے فرمایا نحن نقص علیک نباءھم بالحق کوئی اشارہ اس بات کا

[1] وکذلک بعثناھم لیتساءلوا بینھم قال قائل منھم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم (سورہ کہف)

ہی کہ اُن کا سوتے رہنا زمانہ طویل غیر عادی اور غیر قیاسی اور غیر طبعی تک ہوا تھا۔ بلکہ
تمام سیاق سے پایا جاتا ہی کہ وہ کھوہ میں چھپے وہاں سو رہے اور معمولی قاعدہ پر اُٹھے
آپس میں پوچھنے لگے کہ کتنا سوئے۔

بعض مفسرین نے استدلال کیا ہی کہ ہرگاہ اُن کے اُٹھنے کی علت یہ بیان
ہوئی ہی کہ وہ آپس میں سوال کریں کہ کتنا سوئے تو زمانہ نوم میں ضرور کوئی ندرت ہوگی
اور اُس ندرت کو نوم زمانہ طویل قرار دیا ہی۔ مگر یہ اُن کی محض غلطی ہی ایک امر کے بعد
دوسرے امر کو جو اُس کے متصل واقع ہوا ہو لام کے ساتھ بیان کرنے سے یہ لازم نہیں
آتا کہ دوسرا امر اُس کی علت ہو۔ قرآن مجید کا سیاق کلام ایسا ہی ہی کہ ایک واقعہ کے
بعد جو دوسرا واقعہ ہوتا ہی اُس کو لام کے ساتھ بیان کیا جاتا ہی جس سے محض تعقیب مراد
ہی نہ علت چنانچہ قرآن مجید میں بہت جگہ جس پر لام آیا ہی وہ ہرگز اپنے ماقبل کی علت نہیں
ہی۔ اسی سورہ میں خدا نے فرمایا ہی ثم بعثناھم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا پس خدا
کا علم اُن کے زمانہ نوم کی نسبت اُن کے اُٹھنے کا معلوم نہ تھا۔ اس کے سوا اور بہت سے
مقام قرآن مجید میں اس سے زیادہ صاف طور پر آئے ہیں جہاں خدا نے فرمایا ہی وما
جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول اور جہاں فرمایا ہی۔ وما کان لہ
علیھم من سلطان الا لنعلم من یومن بالاخرۃ اور جہاں فرمایا ہی فالتقطہ آل فرعون
لیکون لھم عدوا وحزنا۔ پس جبکہ اُن کے جگانے کی علت اُن کا باہم سوال کرنا نہ تھا جو
دلیل ندرت زمانہ نوم کے اُن مفسرین نے سمجھی تھی گو وہ کیسی ہی لغو اور مہمل تھی مگر وہ باطل
ہوجاتی ہی۔ یہ امر بھی انسانوں میں بہت واقع ہوتا ہی کہ سو کر اُٹھنے کے بعد پوچھتے ہیں کہ
کتنا سوئے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ اُن کے جاگنے کی علت سونے کی مدت کا سوال کرنا تھی

اصل یہ ہو کہ تمام مفسرین اور روایت گڑھنے والوں کو اس وجہ سے غلطی پڑی ہو کہ ابتدا میں یعنی جس مقام پر خدا نے لوگوں کی غلط افواہ اور غلط تعجب کا ذکر کرتے وقت اُن کا قول نقل کیا تھا کہ فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا ثم بعثناھم اور سنین عددا سے زمانہ ممتد مقصود تھا اُسی پر اُنھوں نے سمجھ لیا کہ کئی سو برس سونے کے بعد اُٹھے ہوں گے حالانکہ اس واقعی اور صحیح قصے میں خدا تعالیٰ نے انکا سونا اور پھر جاگنا مسلسل طور پر کھوہ میں جانے کے بعد بیان کیا ہی۔

شروع قصے میں خود خدا تعالےٰ نے قصے کے عجیب ہونیکی نفی کردی تھی اور اُس کا عجیب ہونا صرف مدت دراز تک سوئے رہنے سے تھا اس صحیح اور واقعی قصے میں خدا تعالیٰ نے اُن کا زمانہ دراز تک سوے رہنے کا ذکر نہیں فرمایا پس اس مقام پر بھی اُس غلط شہرت کو داخل کرنا صریح غلطی ہی۔

جب وہ اُٹھے تو انھوں نے کہا کہ بھیجو[1] اپنے میں سے ایک کو اپنے پاس سے چاندی کا یہ سکہ دیکر شہر کو تاکہ دیکھے کہ کونسا اچھا کھانا ملتا ہی اور اُس میں سے تمھارے لیے کھانا لاوے اور جلدی آوے اور کسی کو تمھاری خبر نہ کرے بیشک اگر وہ تم پر جیت پڑ آوینگے تو پتھر مار کر مار ڈالیں گے یا تم کو اپنے مذہب میں پھیر لیں گے اور اُس وقت تم کبھی فلاح نہیں پانے کے۔

اس کی تصریح قرآن مجید میں نہیں کہ وہ صرف ایک ہی دفعہ کھانا لینے گیا یا اسی طرح متعدد دنوں تک کھانا لایا کرتا تھا۔ مگر تفسیر معالم التنزیل میں محمد بن اسحق کی روایت

---

[1] فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا انھم ان یظھروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم ولن تفلحوا اذا ابدا (کہف ۱۹)

لکھی ہی کہ فلبثوا بن للث مالبثوا یعنی وہ اسی طرح کرتے تھے جب تک کہ وہ کرتے رہے اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ تک وہ اسی طرح اپنا کھانا شہر سے منگاتے رہے۔

اسکے بعد خدا فرماتا ہی کہ " اس طرح ہم نے لوگوں کو ان کی خبر کردی۔ مگر اسکے بعد خدا نے یہ نہ بتایا کہ ان لوگوں نے اُن کی خبر پا کر اُن کے ساتھ کیا کیا مگر یہ فرمایا تاکہ وہ جان لیں کہ بیشک وعدہ اللہ کا سچا ہی اور بیشک قیامت آنے والی ہی اسمیں کچھ شک نہیں

اس مقام پر جو بحث ہی وہ یہ ہی کہ یعلموا میں جو ضمیر ہی اُس کا مرجع کون ہیں۔ عموماً مفسرین عام لوگوں کی طرف جن کو اُن کی خبر ہو گئی تھی اس کا مرجع بیان کرتے ہیں مگر لوگونکو اُن کی خبر ہو جانے سے کہ وہ پہاڑ کی کھوہ میں چھپے ہوے ہیں اور ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا سے کیا تعلق ہی۔

اگر کہا جاوے کہ اُن کی خبر ملنے کا واقعہ اُس وقت کا ہی جبکہ وہ ایک مدت دراز تک سو کر اُٹھے تھے۔ تو اول تو اُن کے مدت دراز تک سوئے رہنے کی نفی ہو چکی اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو بھی ایک مدت تک گو کہ وہ کتنی ہی دراز ہو سو کر اُٹھنے سے اس بات کا کہ وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا کیا ثبوت ہو سکتا ہی

اور اگر بالفرض وہ اُس کھوہ میں مر گئے ہوں جیسے کہ بعض مورخین کا قول ہے اور تین سو برس بعد پھر زندہ ہوے ہوں اور ان کے دوبارہ زندہ ہونے کے بعد لوگوں کو خبر ہوئی ہو تو بھی ان کا دوبارہ زندہ ہونا کسی نے نہیں دیکھا تو پھر کیونکر ان لوگوں کو جنھوں نے اُن کی خبر سُنی تھی قیامت یعنی حشر اجساد پر یقین ہو سکتا تھا۔

کچھ شبہ نہیں ہی کہ ضمیر یعلموا کی خود اصحاب کہف کی طرف راجع ہی کہ جب اُن کو

لہ وکذالک اعثرنا علیہم لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا (سورۂ کہف)

معلوم ہوا کہ لوگوں کو اُن کی خبر ہوگئی تو اُن کو یقین ہوا کہ اب وہ مارے جائینگے۔ پس خدا کا یہ فرمانا کہ لیعلموا ان وعد اللّٰہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا اشارہ اس بات کا ہی کہ وہ مارے گئے کیونکہ اس بات کا جاننا کہ وعد اللّٰہِ حقٌّ جیسا کہ موت سے ہوتا ہی اور طرح پر نہیں ہو سکتا۔ قال اللّٰہ تعالیٰ والذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت سندخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا ابدا وعد اللّٰہ حقا ومن اصدق من اللّٰہ قیلا۔

پس جن مورخین کا یہ قول ہی کہ جب اُس بت پرست بادشاہ کو ان کے پہاڑ کی کھوہ میں چھپے ہونے کی خبر ہوئی تو اُس نے اُس کھوہ کا مونھ بند کرا دیا۔ تاکہ وہ بھوکے اور پیاسے اُس میں مرجاویں اور وہ کھوہ اُن کے لیے بمنزلہ قبر کے ہوجاوے چنانچہ وہیں مرگئے بہت صحیح اور درست معلوم ہوتا ہی اور قرآن مجید سے اسی کی تائید ہوتی ہی۔

مذکورۂ بالا واقعہ کے کئی سو برس بعد پہاڑ کی کھوہ کا مونھ جو بند کر دیا گیا تھا کھُل گیا اور اُس کھوہ میں اُن کی لاشیں جو صرف ہڈیاں باقی تھیں معلوم ہوئیں اور ضرور کھوہ کے اندر بموجب قواعد علم مناظر کے پوری لاشیں دکھائی دیتی ہوں گی اُس وقت لوگوں نے اُن کی زیارت کی اور جیسے کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہی کہ " اُس وقت[1] آپس میں اُن کے باب میں جھگڑا کرنے لگے۔ پھر انھوں نے کہا کہ اُن کے اوپر کوئی مکان یعنی مقبرہ بنا دو اُن کا خدا اُن کے حال کو بخوبی جانتا ہی

اُن لوگوں نے جو اُن کہنے والوں کے کام پر غلبہ رکھتے تھے یعنی حاکم یا پادری اُنھوں نے کہا کہ اُن کو قرار دینگے مسجد یعنی عبادت گاہ۔ چنانچہ بعض انگریزی کتابوں میں جنمیں یہ قصہ بیان ہوا ہی لکھا ہی کہ ان کی ہڈیاں ایک بڑے پتھر کے صندوق میں بند کرکے مارسلیس کو

---

[1] اذ یتنازعون بینہم امرہم فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجدا (کہف)

بھیجی گئی تھیں اور سینٹ وکیٹر کے گرجا میں موجود ہیں۔

اس بات میں کہ اصحاب کہف کتنے آدمی تھے لوگ مختلف تھے چنانچہ خدا[a] فرماتا ہی کہ کہیں گے (یعنی جب تُو اُنسے پوچھو) کہ تین تھے اُن میں چوتھا اُن کا کتا تھا اور کہیں گے پانچ تھے اور ان میں چھٹا اُن کا کتا تھا بن نشانہ دیکھے پتھر مارتے ہیں اور کہیں گے سات تھے اور ان میں آٹھواں اُنکا کتا تھا تو کہدے اے پیغمبر کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے اُن کی تعداد کو اُن کو نہیں جانتے مگر تھوڑے۔ پھر تو اُن سے اُن کے باب میں جھگڑا مت کر سوائے ظاہری بات چیت کے اور نہ اُن کے باب میں اُن میں سے کسی ایک سے کچھ پوچھ اور تو کبھی نہ کہنا کسی چیز کے لیے کہ میں اُس کو کل کروں گا بغیر خدا چاہے کہے۔ اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بھول جاوے اور کہدے کہ شاید ہدایت کرے مجھ کو میرا پروردگار اس سے بھی قریب زیادہ ٹھیک بات کی۔

اس کے بعد کی آیت میں جو لفظ ولبثوا کا ہی اُس کا عطف یقولن پر ہی جو اُس کی پہلی آیت میں ہی یعنی کہیں گے کہ " وہ رہے[b] پہاڑ کی کھوہ میں تین سو برس اور اُنھوں نے زیادہ کیے (یعنی اُسپر) نو برس تو کہدے کہ خدا خوب جانتا ہی کہ کتنی مدت وہ رہے اُسی کے لیے ہی آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کا جاننا خوب دیکھنے والا ہی اُس کا یعنی غیب کا اور خوب سُننے والا اُس کے سوا اُن کے لیے کوئی دوست نہیں ہی اور وہ شریک نہیں کرتا

[a] سیقولون ثلثة رابعهم کلبهم ویقولون خمسة سادسهم کلبهم رجما بالغیب ویقولون سبعة وثامنهم کلبهم قل ربی اعلم بعدتهم ما یعلمهم الا قلیل فلا تمار فیهم الا مراء ظاهرا ولا تستفت فیهم منهم احدا ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء الله واذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یهدین ربی لاقرب من هذا رشدا (سورة کهف)

[b] ولبثوا فی کهفهم ثلثمائة سنین وازدادوا تسعا قل الله اعلم بما لبثوا له غیب السموت والارض ابصر به واسمع ما لهم من دونه من ولی ولا یشرک فی حکمه احدا (سورة کهف)

اپنے حکم میں کسی کو۔

اس آیت سے ظاہر ہی کہ اصحاب کہف کسی مدت تک پہاڑ کی کھوہ میں رہے اور اس کہنے سے لازم آتا ہی کہ وہ کسی مدت کے بعد پہاڑ کی کھوہ میں سے نکلے مگر کوئی مورخ اس بات کو نہیں کہتا کہ وہ کسی زمانہ میں پہاڑ کی کھوہ میں سے زندہ نکل کر کہیں رہے ہوں اور نہ کسی روایت میں ایسا بیان ہوا ہی۔ پس جس مدت کا اس آیت میں ذکر ہی اُس سے وہی مدت مراد ہی جو اُن کے پہاڑ کی کھوہ میں جانے اور اُن کی ہڈیوں کو اُس میں سے نکالنے میں گزرا بیشک اس زمانے کی مدت ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہی لیکن جہاں تک کہ تاریخ سے معلوم ہوسکتا تھا اُس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

یہ ہی صحیح قصہ اصحاب کہف کا۔ بعض لوگوں کو جہاں کہیں پرانی لاشیں برآمد ہوئی ہیں شبہ پڑا ہی کہ یہ لاشیں اصحاب کہف کی ہیں معجم البلدان میں یاقوت حموی نے ایک قصہ لکھا ہی کہ واثق باللہ نے محمد بن موسی نجومی کو روم میں بھیجا کہ وہ اصحاب کہف کو دیکھے اور وہ روم کے ایک شہر میں گیا وہاں ایک چھوٹا سا پہاڑ تھا کہ اُس کا گھیر نیچے سے ہزار گز سے کچھ کم تھا اور زمین سے ملی ہوئی اُس میں ایک سرنگ تھی وہ اُس میں گیا اور وہ تین سو قدم نیچے چلا گیا وہاں پہنچکر اُس کو ایک مکان جو ستونوں پر بنایا ہوا تھا اور ستون بھی پہاڑ ہی میں سے کھودے ہوئے تھے اور اُس میں کئی کوٹھریاں تھیں ایک کوٹھری کی کرسی آدمی کے قد کے برابر اونچی تھی اور اُس پر ایک پتھر کا دروازہ تھا وہاں ایک آدمی متعین تھا وہ اُن لاشوں کے دیکھنے اور تلاش کرنے کو منع کرتا تھا اور ڈراتا تھا کہ کچھ آفت لگجائیگی منجم نے اُس کے منع کرنے کو نہ مانا اور نہایت مشکل اور دقت سے اُس کے اوپر چڑھا وہاں اُس نے لاشیں دیکھیں جو صبر اور مُر اور کافور سے لیپ کی ہوئی رکھی تھیں۔

ایک اور قصہ ہی کہ بلقا میں بہ اطراف دمشق ایک جگہ عمان کے قریب ہی لوگ کہتے ہیں کہ وہ جگہ اصحاب کہف والرقیم ہی۔

اور ایک یہ قصہ ہی کہ اندلس کے جنگل میں ایک جگہ ہی جس کو جنان الورد کہتے ہیں اور اسی کو اصحاب الکہف والرقیم کی جگہ بتلاتے ہیں۔ اور وہاں لاشیں ہیں کہ وہ بگڑتی نہیں۔

ایک اور قصہ ہی کہ علی بن یحییٰ اٹلی کے ملک میں ایک جگہ گیا اُس نے غار دیکھا اور اُس کے اندر تیرہ لاشیں تھیں اور یہ خیال کیا کہ سات لاشیں تو اصحاب کہف کی ہیں اور باقی لاشیں اہل روم نے اپنے بزرگوں کی صبر اور دوائیں مل کر رکھ دی ہیں۔

عبادہ بن صلت سے روایت ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے پہلے سال خلافت میں اُس کو روم میں بھیجا۔ قریب قسطنطینہ کے اس نے ایک سرخ رنگ کا پہاڑ دیکھا اور لوگوں نے کہا کہ اس میں اصحاب الکہف ہیں۔ وہاں ایک گرجا تھا گرجا کے لوگوں نے ایک سرنگ بتائی جو پہاڑ میں تھی وہ مجھ کو وہاں لے گئے اور وہاں ایک لوہے کا دروازہ لگا ہوا تھا وہ کھولا تو ہم ایک بڑے مکان میں پہنچے اُس میں تیرہ لاشیں چت رکھی ہوئی تھیں گویا کہ وہ سوتے ہیں ہم نے ان کا مونھ کھول کر دیکھا تو وہ بالکل تر و تازہ تھا جیسا کہ زندہ آدمیوں کا۔ ایک شخص کے مونھ پر تلوار کا زخم تھا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی زخم لگا ہی۔ میں نے اُن لوگوں سے اُن کا حال پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ یہ لاشیں حضرت عیسیٰ کے مبعوث ہونے سے چار سو برس پہلے سے ہیں اور یہ سب ایک وقت میں انبیا مبعوث ہوئے تھے اس کے سوا اور کچھ ہم نہیں جانتے۔

۱۸۸۶ء میں جب ایک انگریزی کمیشن افغانی اور روسی سرحد پر مقرر کرنیکو ترکمانوں کے ملک میں گیا تو اُس وقت ایک شخص نے ایک پہاڑ کا جس کا نام اُس نے کوہ رقیم لیا ہی

اس طرح پر حال لکھا ہی

کوہ رقیم جس میں سات شخص خوابیدہ ہیں یہ زیارت مسلمانوں کی ہی اور ہمارے کیمپ سے چار میل جنوب وغرب کو وادی حراق میں ہی۔ کیمپ کے مسلمان اُس کی طرف چلے اور میں بھی گھوڑے پر سوار مع صوبہ دار محمد حسین خاں صاحب دوسری پلٹن سکھ کے گیا اہل اسلام اس مقام کو اس لیے متبرک مانتے ہیں کہ اصحاب کہف کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہی۔ اس پہاڑ کو جس میں یہ زیارت واقع ہی یہاں کے باشندے چار شنبہ بھی بولتے ہیں اور اُس کے نواح میں پہلے کسی زمانے میں ایک آبادی قشلان نام کی تھی جس میں اسی ہزار باشندے بستے تھے۔ شاید کسی مقام پر شہر فسوس بھی ہوگا جس کا ذکر قصہ اصحاب کہف میں کیا جاتا ہی۔ کہ ایک شخص منجملہ ان سات شخصوں کے شہر فسوس میں گیا۔ تاکہ روٹی خرید لاوے لیکن اس کا صحیح پتہ مشکل ہی بعض کہتے ہیں کہ یہ مقام (الیتمور) میں تھا جو جنوبی جانب پہاڑ پر دو میں ہی اور جہاں اب تک ایک قطعہ موجود ہی۔ فی الحال اس قطعہ کی سیر ممکن نہیں کیونکہ برف بہت ہی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مقام مچکو میں تھا جو چار شنبہ سے مشرق کی طرف سات میل کے فاصلے پر ہی واقعی مچکو ایک آباد جگہ تھی اور بڑا موضع تھا جس کو ترکمانوں نے غارت کر کے اُجاڑ دیا ہی۔ یہ مقام درمیان "مرد چک" اور" اندخوی" کے ہی۔ کوہ رقیم پر اس وقت بیس خاندان سیدوں کے آباد ہیں اور ایک موضع خاص سادات کا غار کے مونھ پر واقع ہی۔ آگے بڑھ کر ایک اور موضع ڈہائی سو خاندان کی آبادی کا ہی۔ یہ پہاڑ ایک تنگ وادی میں ہی اور جس میں مجاورین تردد کرتے ہیں وہ اُن کو معاف ہی۔ علاوہ اس کے جو لوگ زائرین یہاں آتے ہیں وہ مجاورین کی خدمت کرتے ہیں یہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہی اور غار کے مونھ پر ایک محراب دار دروازہ بیس فٹ بلند بنا ہوا ہی اور اُس پر ایک چوب بطور نشان استادہ

ہو کر ایک کپڑا اُس میں لگا ہوا اُڑتا ہی۔ اس غار کے چاروں طرف ایک وسیع قبرستان ہی جو شخص مرتا ہی یہیں لا کر دفن کیا جاتا ہی اور اسی وجہ سے یہ پہاڑ پر ہی۔ غار کے مونھ سے کل بارہ گز کے فاصلے پر ایک طرف تہ خانہ ہی۔ تہ خانے میں دو در چل کر ایک دروازہ مٹی سے چھپا ہوا ہی۔ سیدوں نے کہا کہ یہ سیدھا راستہ مکہ کا ہی۔ مگر قدرت اُس کو کھولنے نہیں دیتی جب مٹی ہٹاتے ہیں اور مٹی یہاں گر جاتی ہی۔ دہنی طرف ایک تاریک حجرہ میں ایک زینہ لگا ہی اور اُس میں تختے بچھے ہیں اور یہاں سے راستہ خفتگان کا بند کر دیا ہی۔ سیدوں نے بہت کچھ کرامات اصحاب کہف کی بیان کی اور کہا اصحاب موصوفین اب بھی غار کے اندر سوتے ہیں۔ اور کچھ تبرکات بھی دکھلائے اور سب سے بڑا مشاہدہ یہ ہوا کہ انھوں نے شمع اندر بڑھا کر کہا دیکھو یہ سوتے ہیں۔ ایک چادر سفید گوٹ کی نظر آئی۔

نامہ نگار لکھتا ہی کہ میں نے کہا کہ ہم کو یہ بھی دکھلا دو کہ اس چادر کے نیچے کیا ہے انھوں نے کہا یہ نہو گا۔ کیونکہ ہم خود واقف نہیں کہ اس کے نیچے کیا ہی اور کہنے لگے کہ بزمانہ ماسبق ایک شخص نے کپڑا اُٹھا کر دیکھنا چاہا تھا فوراً اندھا ہو گیا تھا۔ اور کہا کہ اگر تمھیں شک ہے تو ادھر دیکھو اور یہ کہکر شمع ایک طرف پھیر دی دیوار کے ساتھ کتے کی ٹانگیں نظر آئیں گمان تھا کہ کتا سوتا ہی۔ واللہ اعلم کیا اسرار ہی۔

اس قسم کی لاشوں کا برآمد ہونا اگر وہ درحقیقت اور فی الواقع برآمد ہوں تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہی۔ مصر میں ہزاروں برس کا دستور تھا کہ لاشوں کو ممی بنا کر رکھتے تھے چنانچہ بہت سی موزیم میں وہ لاشیں جو برآمد ہوئی ہیں موجود ہیں۔

ایشیا میں بھی قدیم زمانے میں ممی بنانے کا کسی قدر رواج ہوا تھا اور اس سبب سے بعض ایشیا کے مقاموں میں سے ایسی لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ علاوہ اس کے بعض ملکوں او

پہاڑوں میں بسبب تاثیرات ملکی اور برف کے اسی طرح کی افتادہ لاشیں بھی نکل آتی ہیں۔ اور لوگ اُن کو اصحاب کہف کی لاشیں سمجھ جاتے ہیں۔

علاوہ اس کے اُن مقاموں کے خادم روپیہ کمانے کے لیے بہت کچھ فریب کیا کرتے ہیں اور جھوٹی روائتیں بیان کرتے ہیں۔ جس زمانہ میں کہ سید احمد صاحب سکھوں سے لڑکر شہید ہوئے اُن کی لاش میدان جنگ میں دستیاب نہیں ہوئی غالباً اس وجہ سے کہ مغلوبین تو کافی طرح پر تلاش نہ کرسکے اور جو غالب ہوے تھے وہ یقیناً پہچان نہیں سکتے تھے پس اُن کے مریدوں کو موقع ملا اور اُنھوں نے کہا کہ وہ زندہ ہیں اور پہاڑ کی کھوہ میں خدا کی عبادت اور نماز میں مشغول ہیں اور اُنھوں نے کھوہ میں ایک لکڑی پر عمامہ رکھکر اور جُبہ کرتا پہنا دیا تھا اور دُور سے لوگوں کو دکھا دیتے تھے کہ وہ بیٹھے نماز میں مشغول ہیں۔ ہزاروں لوگ اب بھی بعض بزرگوں کی نسبت یقین رکھتے ہیں کہ وہ سیکڑوں برس سے پوشیدہ زندہ ہیں اور وقت مقرر پر تشریف لاوینگے۔ یہودی چند بزرگوں کو زندہ جانتے ہیں۔ مسلمان و عیسائی حضرت عیسیٰ کے زندہ ہونے بلکہ اور پھر دنیا میں آنے کا یقین کرتے ہیں۔ شیعہ حضرت امام مہدی کے پوشیدہ ہوجانے اور اب تک بلکہ وقت ظہور تک جو قیامت کے قریب ہوگا زندہ ہونے کے قائل ہیں۔ اس قسم کے خیالات و اعتقادات ایسی باتوں پر جو لوگ بنا لیتے ہیں زیادہ یقین کرلینے کے باعث ہوتے ہیں۔ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سات سونے والے یعنی اصحاب کہف

ترجمہ کتاب کیورس متہس آف دی میڈل ایجز مؤلفہ الین بارنگ گولڈ ایم اے

یہ قصہ جس پر ہم اس مضمون میں بحث کرتے ہیں پچھلے زمانے کے عجیب اور حیرت انگیز قصوں میں سے ہے جی کس ڈی وارین نے اس کو اپنی کتاب میں جس کا نام لیجنڈا ریا ہے اس طرح بیان کیا ہے

یہ سات سونے والے[۱] افی سس کے باشندے تھے بادشاہ ڈی سیس جس نے

---

[۱] ہم اس ترجمہ کے حاشیے پر اہل اسلام کی تحریرات میں جو روائتیں ہیں نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ وہ روایتیں عیسائیوں میں روایتوں سے کسقدر مطابق ہیں اور صاف اس بات کی دلیل ہے کہ جو افواہی روایتیں عیسائیوں میں مشہور تھیں انہیں کو مسلمان مورخوں اور مفسروں نے اپنی کتابوں میں مندرج کر دیا ہے۔ ۱۲ مترجم

قال محمد بن اسحق مرج اهل الانجیل وعظمت فیهم الخطایا وطغت فیهم الملوک حتی عبد والاصنام وذبحوا للطواغیت وقتل من خالفه وکان ینزل قری الروم ولا یترک قریة نزلها احدا الا فتنه حتی یعبد الاصنام ویذبح للطواغیت او قتله حتی نزل مدینة اصحاب الکهف وهی افسوس فلما نزل کبر علی اهل الایمان فاستخفوا منه وهربوا فی کل وجه وکان دقیانوس حین قدمها امر ان تتبع اهل الایمان فیجمعوا له واتخذ شرطا من الکفار من اهلها ان یتبعوا اهل الایمان فی اماکنهم فیخرجونهم

نصاری پر بہت ظلم کیا تھا جب وہاں پہنچا تو اُس نے یہ حکم دیا کہ ایک معبد اصنام کی پرستش کے لیے بنایا جاوے اور سب لوگ اُس کے سامنے بتوں پر قربانی کریں نصاری تلاش کر کے بُلائے گیے اور حکم سُنایا گیا کہ وہ موت یا پرستش اصنام ان میں سے جسے چاہیں اختیار کریں۔ اس حکم سے شہر میں ایک آفت برپا تھی نہ دوست دوست کا ساتھی رہا نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا۔

اُس زمانے میں افی سس میں سات عیسائی تھے جن کے نام **میک سی مین۔ مالکس۔ مارسین۔ ڈایونی سیس۔ جان۔ سراپین۔ کانسٹن ٹین۔** تھے اُنھوں نے بتوں پر قربانی کرنے سے انکار کیا اور اپنے مکان میں نماز و روزہ کرتے رہے **ڈی سیس** کے سامنے اُنپر یہ الزام لگایا گیا اور اُنھوں نے اپنے عیسائی ہونے کا اقرار کیا بادشاہ

الی دقیانوس فیخیرهم بین القتل بین عبادة الاوثان والذبح للطواغیت فمنهم من یرغب فی الحیواة ومنهم من یابی ان یعبد غیر الله فیقتل فلما رای ذلك اهل الشدة فی الایمان بالله جعلوا یسلمون نفسهم للعذاب والقتل فیقتلون ویقطعون ثم یربط ما قطع من اجسامهم علی سور المدینة من نواحیها وعلی کل باب من ابوابها حتی عظمت الفتنة (معالم التنزیل) **له** فلما رای الفتیة ذلك حزنوا حزنا شدیدا فقاموا واشتغلوا بالصلوة والصیام والصدقة والتسبیح والدعاء وکانوا من اشراف الروم وکانوا ثمانیة نفر بکوا وتضرعوا الی الله فلما رفع امرهم الی دقیانوس قال اما ان تذبحوا لالهتنا واما ان اقتلکم فقال مکسلمینا وهو اکبرهم ان لنا الها ملاء السموات والارض عظمته لن ندعوا من دونه الها ابدا له الحمد والتکبیر والتسبیح من انفسنا خالصا ابدا وایاه نسال النجاة والخیر واما الطواغیت فلن نعبدها ابدا فاصنع ما بدا لك وقال اصحب مکسلمینا مثل ما قال مکسلمینا (معالم التنزیل) قال دقیانوس وما یمنعنی ان اعجل لکم ذلك الا انی اراکم شبابا حدیثا اسنانکم فلا احب ان اهلککم حتی اجعل لکم اجلا تذکرون فیه وتراجعون عقولکم (تفسیر معالم التنزیل) فلما رای الفتیة خروجه بادروا قدومه وخافوا اذا قدم مدینة ان یذکر بهم فائتمروا بینهم ان یاخذ کل رجل منهم نفقة من بیت ابیه فیتصدقوا منها ویتزودوا بما بقی ثم ینطلقوا الی کهف قریب من المدینة فی جبل یقال له منجلوس فیمکثون فیه یعبدون الله حتی اذا جاء دقیانوس اتوه فقاموا بین یدیه فیصنع بهم ما شاء فلما قال ذلك بعضهم لبعض غدا کل فتی منهم الی بیت ابیه فاخذ نفقة فتصدق منها ثم انطلقوا بما بقی معهم (تفسیر معالم التنزیل)

نے کچھ مہلت دی تا کہ وہ جو طریقہ آیندہ اختیار کریں اُس پر بخوبی غور کرلیں۔ اس مہلت کو اُنھوں نے غنیمت سمجھکر اپنا تمام مال و اسباب غربا کو دیدیا اور خود یہ ارادہ کر کے گئے کہ سیلین پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ رہیں۔

اُن میں سے ایک شخص ملکس[1] نامی طبیب کا بھیس بدل کر شہر میں کھانا خریدنے کو گیا دی سیس نے جو کچھ عرصے کے لیے افی سس سے چلا گیا تھا واپس آکر یہ حکم دیا کہ وہ نوجوان شخص تلاش کیے جاویں مالکس ڈرتا ہوا شہر سے بھاگا اور اپنے اصحاب سے بادشاہ کے غصے کا سب حال بیان کیا۔ سب بہت ڈرے مالکس نے اُن سے روٹی کھانے کو کہا تا کہ اُن میں کچھ طاقت آئے اور مصیبت میں ہراساں نہوں کھانے سے فارغ ہو کر وہ دکھ کی باتیں کر رہے تھے کہ خدا کے حکم سے اُنپر خواب طاری ہوا۔

شہر میں[2] کفار نے اُن کو جا بجا تلاش کیا مگر کہیں پتا نہ ملا دی سیس اس سے اور بھی زیادہ برافروختہ ہوا اور اُن کے والدین کو بُلا کر یہ کہا کہ اگر وہ اُن کا پتہ اور نشان نہ بتائیں گے

---

[1] وجعلوا نفقتہم الی فتی منہم یقال لہ یملیخا فکان یبتاع لھم ارزاقھم من المدینۃ ثم قدم دقیانوس المدینۃ فامر عظماء اھلھا فذبحوا للطواغیت ففزع من ذلک اھل الایمان وکان یملیخا بالمدینۃ یشتری لاصحابہ طعامھم فرجع الی اصحابہ وھو یبکی ومعہ طعام قلیل واخبرھم ان الجبار قد دخل المدینۃ وانھم قد ذکروا والتمسوا مع عظماء المدینۃ ففزعوا ووقعوا سجودا یدعون الی اللہ ویتضرعون ویتعوذون من الفتنۃ ثم ان یملیخا قال لھم یا اخوتاہ ارفعوا رؤسکم واطعموا وتوکلوا علی ربکم فرفعوا رؤسھم واعینھم تفیض من الدمع فطعموا وذلک عند غروب الشمس ثم جلسوا یتحدثون ویتدارسون ویذکر بعضھم بعضا فبینما ھم علی ذلک اذ ضرب اللہ علی اذانھم النوم فی الکھف (معالم التنزیل)

[2] فقدم دقیانوس فالتمسھم فلم یجدھم ثم ارسل الی اباءھم فاتی بھم فسالھم عنھم فقال اخبرونی عن ابنائکم المردۃ الذین عصونی فقالوا اما نحن فلم نعص فلم تقتلنا بقوم مردۃ قد ذھبوا باموالنا فاھلکوا فی اسواق المدینۃ ثم انطلقوا وارتقوا الی جبل یدعی مخلوس فلما قالوا لہ ذلک خلی سبیلھم وجعل لا یدری ما یصنع بالفتیۃ فالقی اللہ فی نفسہ ان یامر بالکھف فیسد علیھم وقال دعوھم کما ھم فی الکھف یموتون جوعا وعطشا ویکون کھفھم الذی اختاروا قبرا لھم (معالم التنزیل)

توسب مار ڈلے جائینگے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ ساتوں جوان اپنا مال و اسباب غربا کو تقسیم کر کے چلے گئے ہم کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں ڈی سیس نے اس خیال سے کہ ممکن ہو کہ وہ غار میں چھپ رہے ہوں اُس کا موں پتھروں سے بند کرا دیا تاکہ وہ بھوکے مرجاویں۔ تین[له] سو ساٹھ برس اسی طرح گزر گئے تھیوڈوسیس کے تیسویں سال میں بعض ملحدوں نے مسئلہ انبعاث موتیٰ کا انکار کیا۔ اتفاقاً ایک شخص سیلین کے پہاڑ کے پاس اصطبل بنواتا تھا غار کے مونھ پر پتھروں کا ڈھیر دیکھکر سب پتھر تعمیر کے لیے اُٹھوا لیے اُس وقت اُن ساتوں کی آنکھ کھُلی یہ سمجھ کر کہ ایک ہی شب خواب میں گزری ہی مالکس سے پوچھا کہ ڈسیس نے اُن کی نسبت آخری حکم کیا دیا ہی اُس نے کہا کہ وہ ہم کو یہاں تک تنگ کرے گا کہ ہم مجبور ہو کر بتوں کو پوجیں میک سی مین نے کہا کہ خدا جانتا ہی ہم کبھی نہیں کریں گے پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوا اور مالکس سے کہا کہ جس طرح ہو وہ شہر جا کر اس امر کی خبر لاوے اور کچھ کھانے کے واسطے بھی لاوے مالکس پانچ سکے لیکر غار میں سے نکلا یہ پتھر دیکھکر حیران ہوا۔ پھر شہر کی طرف چلا شہر کے قریب پہنچکر دروازے پر صلیب لگی ہوئی دیکھی اور بھی زیادہ متحیر ہوا دوسرے دروازے پر گیا وہاں بھی یہ متبرک نشان موجود تھا اسی طرح

[له] قال وهب فاعبروا بعد ذلك فسدوا عليهم باب الكهف زمانا بعد زمان ثم ان راعيا ادركه المطر عند الكهف فقال لو فتحت باب هذا الكهف وادخلت غنمي اليه من المطر فاسلوم من المطر فلم يزل يعالجه حتى فتح ورد الله عليهم ارواحهم من الغد حين اصبحوا۔ وقال محمد بن اسحق ملك اهل تلك البلاد رجل صالح يقال له بيدوسيس فلما ملك بقي في ملكه ثمانيا وستين سنة فتحزب الناس في ملكه فكانوا احزابا منهم من يومن بالله ويعلمون ان الساعة حق ومنهم من يكذب بها فكبر ذلك على الملك الصالح فبكى وتضرع الى الله وحزن حزنا شديدا۔ لما راى اهل الباطل يزيدون ويظهرون على اهل الحق ويقولون لا حيوة الا الحيوة الدنيا وانما يبعث الارواح ولم يبعث الاجساد فجعل بيدوسيس يرسل الى من يظن فيهم خيرا وانهم ائمة في الخلق فجعلوا يكذبون بالساعة حتى كادوا ان يحولوا الناس

شہر کے ہر دروازے پر یہی دیکھا اُس کو یقین ہوا کہ شاید خواب کا کچھ اثر اب تک باقی ہے آنکھیں مَلتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور ایک نان بائی کی دُکان کی طرف بڑھا لوگوں کی زبان سے خدا کا نام سُنکر اور بھی حیران ہوا کہا کہ کل اس نام کے لینے کی ایک کو بھی جرأت نہ تھی آج عیسیٰ کا نام ورد زبان ہی۔ یہ کیا ماجرا ہی شبہ ہوا کہ شاید یہ اور کوئی شہر ہو۔ ایک راہ چلتے سے شہر کا نام پوچھا۔ سُنکر کہ یہ شہر اُفسس ہی سخت حیران ہوا۔ نان بائی کی دکان پر جا کر روپیہ رکھا۔ سکے کو دیکھکر طباخ نے پوچھا کہ تجھ کو کہیں سے خزانہ ملگیا ہی۔ نان بائی آپس میں باتیں کرنے لگے یہ سمجھا کہ اُنھوں۔ نے مجھ کو پہچان لیا ہی اور بادشاہ کے سامنے لیجانے کو ہیں بولا کہ خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو میں روٹی اور رپیئے سے باز آیا کسی طرح جان بچے لیکن دکاندار نے اُس کو پکڑ کر یہ کہا کہ تم کون ہو اس سے کچھ غرض نہیں جو تم کو خزانہ ملا ہی وہ ہم کو بھی بتاؤ تاکہ ہم تمھارے شریک ہوں اُس وقت ہم تم کو چھپا دیں گے مکلس خوف کے مارے کچھ جواب نہ دے سکا اس کے گلے میں رسی ڈال کر بازار میں سڑک پر کھینچتے پھرے شہر میں بھی یہ خبر مشہور ہوئی ہر طرف سے لوگ جمع ہوئے کسی نے اُس کو نہ پہچانا وہ اپنی لاعلمی بیان کرتا رہا سب کے

عن الحی وملة الحواريين فالقی الله فی نفس رجل من اهل ذلك البلد الذی فيه الكهف وكان اسم ذلك الرجل اولیاس ان يهدم ذلك البنيان الذی علی فم الكهف فيبنا به خطيرة لغنمه فاستاجر غلامين فجعلا ينزعان تلك الحجارة ويبنان تلك الخطيرة حتی نزعا ما علی فم الكهف وفتحا باب الكهف وحجبهم الله عن الناس بالرعب فلما فتح الله باب الكهف اذن الله ذو القدرة والسلطان ومحی الموتی للفتية ان يجلسوا بين ظهرای الكهف فجلسوا فرحين مسفرة وجوههم طيبة انفسهم فسلم بعضهم علی بعض كانما استيقظوا من ساعتهم اللتی كانوا يستيقظون فيها اذا اصبحوا من ليلتهم ثم قاموا الی الصلوة فصلوا كالذين كانوا يفعلون لايری فی وجوههم ولا الوانهم شيئا ينكرونه كهيئتهم حين رقدوا وهم يرون ان ملك دقيانوس فی طلبهم فلما قضوا صلوتهم قالوا ليمليخا صاحب نفقاتهم انبئنا ما الذی قال الناس فی شاننا عشية امس عند هذا الجبار وهم يظنون

چہروں پر نظر دوڑائی مگر کوئی ایسا نظر نہ پڑا کہ جس سے کچھ بھی پہلا تعارف ہو سینٹ مارٹن
بشپ اور اینٹی پیٹر حاکم شہر نے یہ حال سُنکر جوان اور طباخ کو بلایا اور جوان سے پوچھا
کہ یہ خزانہ کہاں سے ملا ہی اُس نے کہا کہ خزانہ تو کہیں سے نہیں ملا یہ چند سکے میری تھیلی
میں تھے پھر اُس سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے اُس نے کہا کہ میں افی سس کا باشندہ
تھا اگرچہ شہر افی سس ہی ہی گورنر نے کہا کہ تمھارے ماں باپ اور اقارب اگر یہاں رہتے
ہوں تو بلاؤ جوان نے اُن کے نام بتائے اور کہا کہ یقیناً وہ یہاں رہتے ہیں مگر شہر میں اُن
ناموں کا کوئی نہیں تھا۔ گورنر نے چلا کر کہا کہ تم یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ یہ تمھارے ماں باپ کا
روپیہ ہی۔ یہ بادشاہ ڈی سیس کے عہد کا سکہ ہی جس کو تین سو چہتر برس گزرے اور سکۂ
حالی کے بالکل مشابہ نہیں کیا تم افی سس کے حکمار اور بوڑھے لوگوں کو بتلاتے ہو یہ خوب
سمجھ لو کہ اگر تم اس کا پتہ نہ بتاؤ گے تو تم کو تمام قانونی سختیاں برداشت کرنی پڑینگی مالکس
نے عرض کیا کہ خدا کے واسطے آپ پہلے مجھ کو ان چند سوالوں کے جواب دیں اُس وقت میں
کچھ کہہ سکوں گا۔ بادشاہ ڈی سیس کہاں چلا گیا ہی بشپ نے جواب دیا کہ میرے نیچے
اس نام کا اب کوئی بادشاہ نہیں جس کا یہ نام تھا اُس کو مرے ہوئے ایک عرصہ گزرا

انهم رقد وا بعض ما كانوا يرقدون. وقد تخيل اليهم قد ناموا اطول مما كانوا ينامون حتى
يتساءلوا بينهم فقال بعضهم لبعض كم لبثتم نياما قالوا لبثنا يوما او بعض يوم ثم قالوا ربكم اعلم
بما لبثتم وكل ذلك فى انفسهم يسير فقال لهم مليخا التمستم فى المدينة وهو يريد ان يوتى بكم
اليوم فتذبحون للطواغيت او يقتلكم فما شاء بعد ذلك فعل فقال لهم مكسلمينا يا اخوتاه
اعلموا انكم ملاقوا الله فلا تكفروا بعد ايمانكم اذا دعاكم عدو الله ثم قالوا يا مليخا انطلق الى المدينة
فتسمع ما يقال لنا بها وما الذى يذكر عند دقيانوس وتلطف ولا يشعرن بك احد وابتع لنا
طعاما فاتنا به وزدنا على الطعام الذى جئتنا به فقد اصبحنا جياعا ففعل مليخا كما كان يفعل
ووضع ثيابه واخذ الثياب التى كان يتنكر فيها واخذ ورقا من نفقتهم التى كانت معهم

مالکس نے کہا کہ جو بات سُنتا ہوں اُس سے اور شش و پنج میں ہو جاتا ہوں **سیلین** پہاڑ تک میرے ہمراہ چلو تا کہ میں اپنے ساتھیوں کو دکھاؤں کل ہی **ڈی سیس** کے ظلم سے بھاگ کر ہم نے اُس پہاڑ میں پناہ لی تھی **بشپ** نے گورنر سے کہا کہ "یہاں خدا کا ہات ہی" ایک انبوہ کثیر اُس کے ساتھ چلا - اول **مالکس** غار میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور پھر **بشپ** وہاں اُنھوں نے اُن بزرگوں کو غار میں بیٹھا ہوا دیکھا بشاش چہرہ مثل گلاب کے تر و تازہ دیکھکر سب گر پڑے اور خدا کو سجدہ کیا۔ گورنر نے اُسی روز یہ خبر **تھیوڈوسیس** کو بھیجی وہ فوراً **افی سس** کو روانہ ہوا - تمام اکابر شہر اُس سے ملے اور اُسے غار کی طرف لے گئے۔ بادشاہ کو دیکھکر ان مقدسین کے چہرے مثل آفتاب کے روشن ہوئے بادشاہ نے خدا کا شکر کیا اور اُن سے بغلگیر ہو کر کہا کہ میں نے تم کو کیا دیکھا گویا مسیح کو لزارس کو شفا بخشتے ہوئے دیکھا **میک سی مین** نے جواب دیا کہ ہم ایمانا یہ بات کہتے ہیں اور آپ یقین کیجیے کہ خدا نے ہم کو محشر سے پہلے اس واسطے اُٹھایا ہی تا کہ تم اس امر کو برحق سمجھو کہ قیامت کو مُردے ضرور اُٹھائے جائیں گے کیونکہ جیسا بچّہ ماں کے رحم میں رہتا ہی اور کچھ ایذا نہیں پاتا اسی طرح ہم بھی خواب میں رہے اور کوئی تکلیف نہ اُٹھائی یہ کہکر اُنھوں نے سر جھکایا اور جان بحق

اللتی ضربت بطالع دقیانوس فکانت تحفا فی الربع والربع اول ما ینتج من ولد الضان فی الربیع فانطلق یملیخا خارجا فلما مر بباب الکہف رای الحجارۃ منزوعۃ عن باب الکہف فعجب منہا ثم مر و لم یبال بہا حتی اتی باب المدینۃ مستخفیا یصد عن الطریق تخوفا ان یراہ احد من اہلہا فیعرفہ ولا یشعر ان دقیانوس واہلہ قد ہلکوا قبل ذلک بثلثمائۃ سنۃ فلما اتی یملیخا باب المدینۃ رفع بصرہ فرای فوق ظہر الباب علامۃ یکون لاہل الایمان اذا کان امر الایمان ظاہرا فیہا فلما راہا عجب وجعل ینظر الیہا مستخفیا وجعل ینظر یمینا وشمالا ثم ترک ذلک الباب فتحول الی باب اخر من ابوابہا فرای مثل ذلک فجعل یخیل الیہ ان المدینۃ لیست بالتی کان یعرف ورای ناسا کثیرا محدثین لم یکن تراہم قبل ذلک فجعل یمشی ویتعجب ویخیل الیہ انہ حیران

تسلیم کی بادشاہ اُٹھ کر اُنپر جھکا اور بغل گیر ہو کر رویا حکم دیا کہ سُنہرے صندوق بنوا کر اُن میں ہفت لاشیں بطور یادگار زمانہ رکھی جاویں مگر اُسی شب کو اُن بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ کہتے ہیں "ہم اب تک زمین میں سوئے تھے اب بھی زمین ہی میں سونے دو جب تک کہ خدا دوبارہ نہ اُٹھاوے۔

یہ دلچسپ قصہ اس طرح پر بیان کیا گیا ہے۔ ہم تک شاید مشرق سے پہنچا ہے جیکوبس سروجین سس میسوپوٹیمیا کی پانچویں یا چھٹی صدی کے بشپ نے اُس کو سب سے پہلے قلبند کیا ہے گریگری اف ٹورس شاید سب سے اول اُس کو یورپ میں لایا ہے ڈایونی سیس اف انیٹاک نے نوی صدی میں یہ قصہ شامی زبان میں کہا ہے۔ فوتیس باشندہ قسطنطنیہ نے بھی اس کو لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ قصہ قرآن شریف میں بھی ہے۔ میٹیافرلس نٹ بھی اس کا حوالہ دیتا ہے۔ دسویں صدی میں یوٹی کیس نے اسکو اپنے عربی کے قصوں میں درج کیا ہے کاپتک اور میرونائٹ کی کتابوں میں بھی اس کا پتہ ملتا ہے بعض پرانے مورخین نے بھی اس کو اپنی تصانیف میں درج کیا ہے جیسے کہ پالس دیاکونس اور ناسی فورس وغیرہ۔

ثم رجع الی الباب الذی اتی منہ فجعل یتعجب بینہ وبین نفسہ ویقول یلیت شعری ما ھذہ عشیۃ امس فکان المسلمون یخفون ھذہ العلامۃ ویستخفون بھا واما الیوم فانھا ظاھرۃ لعلی نایم ثم یری انہ لیس بنایم فاخذ کساہ فجعلہ علی راسہ ثم دخل المدینۃ فجعل یمشی بین ظھری سوقھا فیسمع ناسا یحلفون باسم عیسی ابن مریم فزادہ فرقا ورای انہ حیران فقام سند ا ظھرہ الی جدار من جدار المدینۃ وقال فی نفسہ واللہ ما ادری ما ھذا اما عشیۃ امس فلیس علی ظھر الارض یذکر عیسی ابن مریم الا قتل واما الغداۃ یذکر اسم عیسی ولا یخاف احد ا ثم قال فی نفسہ لعل ھذہ لیست بالمدینۃ التی اعرف واللہ ما اعرف مدینۃ قریب مدینتنا فقام کالحیران ثم لقی فتی فقال لہ ما اسم ھذہ المدینۃ یا فتی قال سمھا افسوس فقال فی نفسہ لعل بی مسا

ان سونے والوں کی نسبت ولیم اف مامس بری ایک عجیب قصہ بیان کرتا ہی
اُس کا بیان ہی کہ بادشاہ ایڈورڈ ملقب بمقدس ایسٹر کے جلسے کے دن ویسٹ منسٹر
کے محل میں تاج شاہی پہنے ہوئے بیٹھا تھا پادری اور روسا شہر سب جمع تھے۔ اثنا دعوت
میں بادشاہ گوشت اور شراب چھوڑ کر خدائی باتوں کا دھیان کرنے لگا اور اسی میں دیر تک
محو رہا یکایک اس زور سے ہنسا کہ سب حیران رہ گئے کھانے کے بعد کپڑے اُتارنے کے
لیے جب خوابگاہ میں گیا تو چند رئیس بھی پیچھے پیچھے گئے ارل ہیرلڈ جو اُس کا جانشین ہوا
اور ایک ایبٹ اور ایک بشپ جو اُس کے ہمراہ تھے اُنھوں نے اُس سے اُس ہنسی کا
سبب پوچھا بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہی۔ میری ہنسی بے وجہ
نہ تھی اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم کو بتلائیے۔ تھوڑی دیر سوچکر کہا کہ میں نے دیکھا ہی کہ افی سس
کے سات سونیوالوں نے (جو دہنی کروٹ پر دو سو برس سے سیلین پہاڑ کے غار میں سوتے
ہیں) آج دفعتاً بائیں کروٹ بدلی ہی۔ یہ خدا کی مہربانی ہی کہ میں نے اُن کو کروٹ بدلتے ہوئے
دیکھا اس سبب سے ہنس پڑا ارل ہیرلڈ وغیرہ کو یہ سُنکر تعجب ہوا تو بادشاہ نے اُن سے
پورا حال بیان کیا اور ہر ایک کا حلیہ اور صورت اور جسم بھی بتایا جس کا کسی نے اب تک

او امر اذهب عقلی والله یحق لی ان اسرع الخروج منها قبل ان اخزی فیها او یصیبنی شر فاهلك
ثم انه افاق فقال والله لو عجلت الخروج من المدینة قبل ان یفطن لی لكان اكیس بی فدنا من
الذین یبیعون الطعام فاخرج الورقة اللتی كانت معه فاعطاها رجلا منهم فقال بعنی بهذه
الورقة طعاما فاخذها الرجل فنظر الی ضرب الورق ونقشها فعجب منها ثم طرحها الی رجل اخر
من اصحابه فنظر الیها فجعلوا یتطارحونها بینهم من رجل الی رجل ویتعجبون منها ثم جعلوا یتشاورون
بینهم ویقول بعضهم لبعض ان هذا اصاب كنزا خبیا فی الارض منذ زمان ودهر طویل فلما
راهم یملیخا یتشاورون ان جله فرق فرقا شدیدا وجعل یرتعد ویظن انهم قد فطنوا به وعرفوه
وانهم انما یریدون ان یذهبوا به الی ملكهم دقیانوس وجعل ناس اخرون یاتونه فیتعرفون

یکچھ حال نہیں لکھا تھا بلکہ بادشاہ نے یہ قصہ اس طور پر بیان کیا گویا کہ وہ ہمیشہ ان میں رہا ہی۔
ارل ہیرلڈ نے یہ باتیں سُنکر تین شخصوں کو (ایک نائٹ ایک منشی ایک پادری)
بادشاہ ایڈورڈ کی طرف سے تحائف اور خط دیکر قسطنطنیہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ بادشاہ
قسطنطنیہ نے اُن قاصدوں کو خط دیکر افی سس کے بشپ کے پاس بھیجا کہ وہ ان تینوں
انگریزوں کو اُس غار میں جانے دے۔ اتفاق سے ایسا ہی معلوم ہوا جیسا کہ بادشاہ نے
دیکھا تھا۔ کیونکہ افی سس کے باشندوں نے یہ بیان کیا کہ انھوں نے اپنے بزرگوں سے
سُنا ہی کہ یہ سات سونے والے ہمیشہ سے دہنی کروٹ پر سوتے تھے لیکن جس وقت یہ تینوں انگریز
غار میں گئے تو اُن کو بائیں کروٹ پر سوتے پایا۔ اس کروٹ بدلنے سے عیسائیوں کو اُن
مصائب سے آگاہ کرنا تھا جو اُن پر مسلمانوں ترکوں اور تاتاریوں کے حملہ کرنیسے نازل
ہونگی۔ کیونکہ جب کوئی مصیبت نازل ہونے کو ہوتی ہی اُسوقت یہ سونیوالے کروٹ بدلتے ہیں

سات سونیوالوں پر ایک نظم کاڈری نے بھی لکھی ہی جس کو ایم ایف ایریحل نے
اپنی رپورٹ امنسٹر دی لی اسٹکرکشن پبلک میں بیان کیا ہی۔ ایک جرمن نئی نظم
اس مضمون پر ہی جس میں ۵۰۳۹ شعر ہیں ایم کیراجان نے ۱۳ صدی میں چھاپی ہی۔ اور

به فلا یعرفونه فقال لهم وهو شدید الفرق منهم افضلوا علی قد اخذ تورقی فامسکوها واما
طعامکم فلا حاجة لی به قالوا من انت یا فتی وما شانك والله لقد وجدت کنزا من کنوز الاولین
وانت ترید ان تخفیه فانطلق معنا وارنا وشارکنا فیه نخفی علیك ما وجدت فانك ان لم تفعل
نات بك الی السلطان فنسلمك الیه فیقتلك فلما سمع قولهم قال فی نفسه قد وقعت فی کل
شی کنت احذر منه فقالوا یا فتی انك والله لا تستطیع ان تکتم ما وجدت فجعل یملیخا لا یدری
ما یقول لهم وما یرجع الیهم وفرق حتی ما اخبر الیهم شیئا فلما راوه لا یتکلم اخذوا کساءه فطرحوه
فی عنقه ثم جعلوا یقودونه فی سکك المدینة حتی سمع به من فیها فسالوا عنه الخبر فقیل لهم اخذ
رجل عنده کنز فاجتمع الیه اهل المدینة صغیرهم وکبیرهم فجعلوا ینظرون الیه ویقولون والله

اسپین کے ایک شاعر نامی اسٹن موریٹو نے ایک ڈریما اسی پر لکھا ہی جس کا لاس
سیٹی ڈرمین ٹینز نام ہی جس کا کہ کامیدلیس نیو دس اسکوجی ڈاس دی لاس
مجوریس ان جلینی اوس کی اُنیسویں جلد میں حوالہ ہی اور ڈاکٹر نیل نے بھی اس مضمون
پر ایک نظم لکھی ہی۔ قرآن مجید میں یہ قصہ کسی قدر زیادہ ہی اُس میں یہ لکھا ہی کہ ان سونیوالوں
نے آنحضرت صلعم کے آنے کی پیشین گوئی کی ہی اُن کے ساتھ ایک کُتّا بھی ہی جس کا نام
کراٹیم یا کراٹیمر ہی جو اُن کے پاس سوتا ہی اور یہ کتّا بھی پیشین گوئی کرسکتا ہی اور اس کُتّے
پر خاص خدا تعالی کا یہ بھی احسان ہی کہ یہ بھی اور دس جانوروں کے ساتھ بہشت میں جاویگا
دوسرے بہشت میں جانے والے جانور یہ ہیں۔ حضرت یونس کی مچھلی۔ حضرت سلیمان کی
چیونٹی۔ حضرت اسمعیل کا برہ۔ حضرت ابراہیم کا گوسالہ۔ ملکہ سبا کا گدھا۔ حضرت صالح کا ناقہ
حضرت موسیٰ کا بیل۔ بلقیس کا ہدہد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری یعنی براق ایسے
زمانے میں جب لوگ مقدسین کی یادگاروں کو سونے اور جواہرات سے بھی بیش بہا سمجھتے
تھے تو اُن سونے والوں کی یہ خواہش کرنی کہ اُن کو زمین ہی میں رہنے دو شاید کسی قدر بیجا
تھی اور یہ خواہش پوری بھی نہ ہوئی کیونکہ اُن کی ہڈیاں ایک بڑے پتھر کے بکس میں بند کر کے

ما ھذا الفتی اھل ھذہ المدینة وما رایناہ فیھا قط وما نعرفه قط فجعل یملیخا لا یدری ما یقول لھم
فلما اجتمع علیه فرق فسکت فلم یتکلم وکان مستیقنا ان اباہ واخوته بالمدینة وان حسبه من
اھل المدینة من عظماء اھلھا وانھم سیاتونه اذا سمعوا به فبینما ھو قایم کالحیران ینتظر متی
یاتیه بعض اھله فیخلصه من ایدیھم اذا اختطفوہ وانطلقوا به الی راس المدینة ومدبریھا اللذین
یدبران امرھا وھما رجلان صالحان اسم احدھما اریوس واسم الآخر طنطیوس فلما انطلق به
الیھما ظن یملیخا انه ینطلق به الی دقیانوس الجبار فجعل یلتفت یمینا وشمالا وجعل الناس یسخرون
منه کما یسخر من المجنون وجعل یملیخا یبکی ثم رفع راسه الی السماء فقال فی نفسه اللھم اله السماء
واله الارض افرغ الیوم علی صبرا واولج معی معرفة روحا منک یؤیدنی به عند ھذا الجبار وجعل

مارسلیس کو بھیجی گئی تھیں جواب بھی سینٹ ویکٹر کے گرجا میں دکھائی جاتی ہیں ۔ روم میں ویکٹوریم کے عجائب خانے میں ان کی گندھک اور پلسٹر کی جوڑی ہوئی تصویریں موجود ہیں ہر ایک کے سامنے اُس کا نام اور چند صفات بھی کندہ ہیں کانسٹن ٹین اور جان کے پاس دو عصا ہیں میک سی مین کے پاس ایک گرہدار عصا ہی مالکس اور مارینن کے پاس دو تیر ہیں سیراپین کے سامنے ایک جلتی ہوئی مشعل اور ڈیوانی سس کے سامنے ایک بڑی میخ ہی جس کو کہ ہوریس اور ایس پالی لس نے بیان کیا ہی کہ ایذا رسانی کے واسطے کام میں لائی جاتی تھی ۔

ان سات شخصوں کو نوجوان امرد کندہ کیا ہی ۔ واقع میں پرانے شہیدوں کے قصے میں بھی اُن کو لڑکا کہا گیا ہی ۔ اس پلسٹر کی بنی ہوئی تصویروں سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ساتوں ۲۵۰ء میں ڈی سیس کے عہد میں مارے گئے تھے اور مذکورۂ بالا غار میں دفن کیے گئے تھے اور تھیودوسیس کے عہد میں اُن کی ہڈیاں ۴۷۹ء میں برآمد ہوئیں تو اُس وقت سے یہ قصّہ مشہور رہوا ۔ میرے خیال کے موافق غالباً یہ صحیح ہی ان سونے والوں کا قصہ اور سات کی تعداد بہت پرانی اور حضرت عیسیٰ سے پہلے کی ہی ۔

یبکی ویقول فی نفسه فرق بلینی وبین اخوتی یا لیتهم یعلمون ما لقیت ولو انهم یعلمون فیاتونی فیقفوا جمیعا بین یدی هذا الجبار فاذا کنا توانقنا لنکونن معا الا نکفر بالله ولا نشرك به شیئا فرق بینی وبینهم فلن یرونی وانی اراهم ابدا وکنا تواثقنا اصبحنا ان لا نفترق فی حیوة ولا موت ابدا یحدث به نفسه یملیخا بما اخبرنا اصحابه حین رجع الیهم حتی انتهوا الی الرجلین الصالحون اریوس وطیطوس فلما رای یملیخا انه لا یذهب به الی دقیانوس افاق وذهب عنه البکاء فاخذ اریوس وطیطوس الورق فنظرا الیها وعجبا منها ثم قال له احدهما این الکنز الذی وجدت یا فتی فقال یملیخا ما وجدت کنزا ولکن هذا ورق ابای ونقش هذه المدینة وضربها ولکن والله ما ادری ما شانی وما اقول لکم فقال احدهما ممن انت فقال یملیخا اما انا فکنت اری انی من اهل هذه المدینة فقالوا ومن

مثل اور پرانے قصوں کے اس کو بھی عیسائیوں نے اخذ کرکے مذہبی بنالیا ہی
پلینی ایک واقعہ نگار شاعر مسمی ای پی مینی ڈیز کے قصہ میں لکھتا ہی کہ وہ بھیڑیاں
چراتا ہوا گرمی کے موسم میں دق ہوگیا اور نیند نے بھی ستایا تو ایک غار میں جاکر سو رہا۔
ستاون برس کے بعد خواب سے بیدار ہوا تمام دنیا بدلی ہوئی نظر آئی اُس کا بھائی جو اُس وقت
بچہ تھا اب بالکل بوڑھا سفید تھا۔
ای پی مینی ڈیز کو وہ لوگ جو پیری ایندڑ کو مستثنیٰ کرتے ہیں سات عقلا میں سے
شمار کرتے ہیں یہ سولن کے عہد میں تھا دو سو نواسی برس کی عمر میں جب مرا تو لوگ
اوتار ماننے لگے اور خاص کر ایتھینس کے باشندے اُسکی بہت عزت کرتے ہیں۔
اس قصہ کا ماخذ ایک بہت پُرانا قصہ ہی جس میں ایندی مین چرواہے کا حال ہی۔
کہ وہ ہمیشہ سے سوتا ہی اور جوپیٹر یعنی عطارد نے اس کو دوامی جوانی اور خوبصورتی عطا
کی ہی عرب کے پُرانے قصوں کے موافق سینٹ جارج بھی تین دفعہ قبر سے اُٹھا اور
تینوں دفعہ مارا گیا۔
اسکینڈی نیوین کے قصوں میں بھی ہم یہی حال سی گرڈ کا دیکھتے ہیں کہ وہ خواب

ابوك ومن يعرفك فيها فانبأهم باسم ابيه فلم يجد واحدا يعرفه فقال له احدهما انت رجل
كان اب الاشتبنا بالحق فلم يدر يمليخا ما يقول لهم غير انه نكس بصره الى الارض فقال بعض من
حوله هذا رجل مجنون وقال بعضهم ليس بمجنون ولكنه يحمق نفسه عمدا لكي ينفلت منكم فقال له
احدهما ونظر اليه نظرا شديدا انا نرسلك ونصدقك بان هذا مال ابيك ونقش هذا الورق و
ضربها اكثر من ثلثمائة سنة وانما انت غلام شاب اتظن انك تافكنا وتسخر بنا ونحن شمط كما ترى
وحولك سراة اهل المدينة وولاة امرها وخزائن هذه البلدة بايدينا وليس عندنا من هذا
الضرب درهم ولا دينار واني لاظن ساامر بك فتعذب عذابا شديدا ثم اوثقك حتى تعرف
بهذا الكنز الذي وجدته فلما قال ذلك قال لهم يمليخا انبئوني عن شئ اسالكم عنه فان فعلتم

راحت نہیں اس امر کا منتظر ہی کہ کوئی پکارے تو اکر کرٹے شارلی مین بھی ہمیں ہیں تاج پہنے ہوے اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہی تلوار پاس رکھے ہی۔ دجال کے وقت کا منتظر ہی کہ اُس وقت اُٹھکر ولیوں کے خون کا بدلہ لے او جیرڈی ڈین بھی اسی طرح ای ویلون کے خوابگاہ سے بیدار ہوکر حق کا بدلہ لینے اُٹھیگا۔

افسوس کہ وہ تسلیس وگ ہولسٹین کی لڑائی میں ظاہر ہو چکا تھا۔ بچپن کی ایک بات پر جب غور کرتا ہوں تو حیرت انگیز دہشت معلوم ہوتی ہی مگر مجھ کو خوب یاد ہی کہ اس مقام کیف ہاسر برگ۔ تھورنگیا میں مجھ سے یہ کہا گیا تھا کہ یہاں فریڈرک باربروسا اور اُس کے چھ نائٹس سوئے تھے اتفاق سے ایک چرواہا بھی غار کی راہ سے پہاڑ میں جا پہنچا دیکھتا کیا ہی کہ ہال میں ایک پتھر کی میز رکھی ہی بادشاہ میز کے سامنے بیٹھا ہی سُرخ ڈاڑھی پتھروں کے ٹکڑوں میں پھیلی ہوئی ہی اس چرواہے کی آہٹ سے فریڈرک خواب سے بیدار ہوا پوچھا کہ کیا کوّے پہاڑوں پر اُڑ رہے ہیں" چرواہے نے کہا "ہاں حضور اُڑتے ہیں" تب بولا کہ ایک صدی تک اور سونا چاہیئے۔ جب اُس کی ڈاڑھی تین دفعہ پتھر کے گرد لپٹ جاویگی اُس وقت وہ اور اُس کے نائٹس نیند سے بیدار ہونگے اور جرمن کو غلامی

صد فتکم عما عندی قالوا اسل لا نکتمک شیئا قال لهم ما فعل الملک دقیانوس قالوا لا نعرف الیوم على وجه الارض ملک یسمى له دقیانوس قالا ولم یکن فقال یملیخا انی اذا لحیران وما هو یصدقنی احد من الناس بما اقول لقد کنا فتیة على دین واحد وهو الاسلام وان الملک اکرهنا على عبادة الاوثان والذبح للطواغیت فهربنا منه عشیة امس فنمنا فانتبهنا خرجت لاشتری لهم طعاما وتجسر الاخبار فاذا انا کما ترون فانطلقوا معی الى الکهف الذی فی جبل ینجلوس اراکم اصحابی فلما سمع اریوس ما یقول یملیخا قال یقوم لعل هذا آیة من آیات الله جعلها الله لکم على یدی هذا الفتى فانطلقوا بنا معه یرنا اصحابه فانطلق معه اریوس وطیطوس وانطلق معهم اهل المدینة کبیرهم وصغیرهم نحو اصحاب الکهف لینظروا الیهم ولما رأی الفتیة اصحاب الکهف یملیخا قد احتبس عنهم بطعامهم وشرابهم عن قدرها الذی کان یاتی به

کی حالت سے نکال کر یورپ کی اعلیٰ درجے کی سلطنت بنا دیں گے سوئٹزرلینڈ میں بھی رو ٹلی میں بھی ٹیلیس ہیں صرف اس کے منتظر ہیں کہ ملک کی سخت ضرورت کے وقت بیدار ہوں۔ ایک چرواہا ان کے آرام میں بھی مخل ہوا تیسرے ٹیل کی آنکھ کھل گئی پوچھا کہ کیا وقت ہی لڑکے نے جواب دیا کہ دوپہر ٹیل یہ کہکر کہ ابھی وقت نہیں آیا پھر سو رہا اسکاٹ لینڈ میں بھی ایل ڈون کی پہاڑیوں کے نیچے تامس رسیلڈون بھی سو رہا ہی۔ فرنچ کے مقتولین جو پلی لرمو رمارے گئے تھے سو رہے ہیں موقع کے منتظر ہیں کہ اٹھکر بدلہ لیں۔

جب قسطنطنیہ پر ترک قابض ہوئے تو ایک پادری سیکرمینٹ کے بعض رسومات سینٹ صوفیہ کے گرجا کے نقرئی ممبر پر ادا کر رہا تھا اس شخص نے خدا سے دعا کی کہ یا الٰہی اس متبرک جگہ کی عزت رکھنا۔ اسی وقت دیوار شق ہو گئی پادری سیکرمینٹ لیکر دیوار میں چلا گیا وہاں سر جھکائے حضرت عیسیٰ کے سامنے سو رہا ہی اُس وقت کا منتظر ہی کہ ترک قسطنطنیہ سے نکالے جاویں اور سینٹ صوفیہ بیحرمتی سے بچے۔

شمالی امیرکیہ میں بھی ایک شخص ریوان ونکل بیس برس تک کیٹس کل کے پہاڑ

ظنوا انه قد اخذ فذهب به الی ملکهم دقیانوس فبینما هم یظنون ذلک ویتخوفونه اذا سمعوا الاصوات وجلبة الخیل مصعدة نحوهم فظنوا انهم رسل الجبار دقیانوس بعث الیهم لیوتی بهم فقاموا الی الصلوة وسلم بعضهم علی بعض واوصی بعضهم بعضا وقالوا انطلقوا بنا نأت اخانا یملیخا فانه الآن بین یدی الجبار ینتظر متی ناتیه فبینما هم یقولون ذلک وهم جلوس بین ظهری الکهف لم یروا الا اریوس واصحابه وقوفا علی باب الکهف وسبقهم یملیخا فدخل علیهم وهو یبکی فلما راوه یبکی بکوا معه ثم سالوه عن شانه فاخبرهم وقص علیهم القصة والنباء کله فعرفوا عند ذلک انهم کانوا نیاما بامر الله ذلک الزمان کله بامر الله وانما اوقظوا لیکونوا آیة للناس وتصدیقا للبعث ولیعلموا ان الساعة اتیة لا ریب فیها ثم دخل علی اثر یملیخا اریوس فرای تابوتا من نحاس مختوما بخاتم من فضة فقام بباب الکهف ثم دعا

میں سوتا رہا۔ **غرناطہ** کا بادشاہ **ابو عبد اللہ** بھی **الحمرا** کے قلعہ کے پاس ایک پہاڑ میں
جادو میں جکڑا ہوا پڑا ہی **عرب** میں حضرت الیاس بھی خروج دجال کے منتظر ہیں **ایرلینڈ**
میں **برین برویم** بھی سو رہا ہی اس بات کا منتظر ہی کہ **فی نین** میں ہنگامہ ایسا برپا ہو کہ جسمیں
لوگوں سے عملی کارروائی کی امید ہو سکے تو وہ آکر ملک کی مدد کرے **ویلس** میں بھی **ارتھر**
کی نیند کے قصے لوگوں کی زبان پر ہیں **سرویا** میں بھی **نیز لبرز** ہی جو ترکوں کی لڑائی میں
کاسووا کے مقام پر مارا گیا تھا اُس کے بھی دوبارہ ظاہر ہونے کی لوگ اُمیدیں کرتے
ہیں **فلوڈین** کی لڑائی کے بعد ایک صدی تک لوگ اسی امید میں رہے کہ **جیمس چہارم**
پھر واپس آوے **پرتگال** میں سی **بیس ٹین** کی نسبت لوگوں کا یہ یقین ہی کہ یہ جوان دلیر
بادشاہ جس نے **مورکو** پر حملہ کر کے اپنے ملک کو تباہ کیا تھا کہیں سو رہا ہی جب موقع آویگا۔
تو بیدار ہو کر اپنے ملک کو بچاوے گا۔ **ناروی** میں **اولف ٹرنگ وسین** بھی اسی
تاک میں ہی **نیپولین بوناپارٹ** کی نسبت بھی فرانس کے کسانوں کا یہی یقین ہی کہ وہ بھی
کہیں سو رہا ہی

ایس ہپولائی لٹس کا بیان ہی کہ **سینٹ جان** ولی بھی **افی سس** میں سو رہا ہے

رجلا من عظماء اهل المدينة ففتح التابوت عندهم فوجدوا فيه لوحين من رصاص مكتوبا فيهما ان مكسلمينا وتمليخا ومرطونس وكشطونس ويبرونس وديموس وبطيونس وقالوس والكلب اسمه قطمير كانوا فتية هربوا من ملكهم دقيانوس الجبار مخافة ان يفتنهم عن دينهم فدخلوا هذا الكهف فلما اخبر بمكانهم امر بالكهف فسد عليهم بالحجارة وانا كتبنا شانهم وخبرهم ليعلم من بعدهم ان عثر عليهم فلما قرأوه عجبوا وحمدوا الله الذي اراهم اية البعث فيهم ثم رفعوا اصواتهم بحمد الله وتسبيحه ثم دخلوا على الفتية الى الكهف فوجدوهم جلوسا بين ظهرانيه مشرقة وجوههم لم تبل ثيابهم فخر اريوس واصحابه سجودا وحمدوا الله الذي اراهم اية من اياته ثم كلم بعضهم بعضا وانباهم الفتية عن الذي لقوا من ملكهم دقيانوس ثم ان اريوس واصحابه بعثوا بريدا الى ملكهم الصالح بيدوسيس ان عجل لعلك تنظر الى اية من ايات الله جعلها الله على

سر جان سینڈی وائل اُس کے حالات اس طرح درج کرتا ہی پیتھماس سے لوگ
افی سس کو گئے یہ ایک عمدہ شہر سمندر کے قریب ہی یہاں سینٹ جان نے وفات پائی
اور ایٹر کے پہاڑ کے نیچے ایک قبر میں مدفون ہوا وہاں ایک خوبصورت گرجا ہی ہمیشہ سے
اُسپر عیسائی قابض رہے ہیں سینٹ جان کی قبر میں اور کوئی چیز سوا مَن وسلوی کے
جس کو طعام الملائک کہتے ہیں نہیں ہی اُس کے جسم کو خدا نے بہشت میں اٹھا لیا ہی یہ تمام جگہ
اور شہر ترکوں کے قبضے میں ہیں۔ تم کو سمجھنا چاہیے کہ سینٹ جان نے اپنی زندگی ہی میں
اپنی قبر بنوائی اور جب ہی اُس میں لیٹ رہا۔ اس روایت کے موافق بعضوں کا مقولہ ہی کہ وہ
مرا نہیں بلکہ خواب راحت میں ہی قیامت کو اُٹھیگا۔ دراصل وہاں کوئی عجیب چیز ہی لوگوں نے
بارہا قبر کی مٹی کو ہلتے ہوے دیکھا ہی شاید نیچے کوئی ہلنے والی چیز ہو سینٹ جان کے
قصے کو افی سس سے جو تعلق ہی شاید اس خیال سے لوگوں نے وہاں کے سات شہیدوں کو
سات سونے والے سمجھے ہیں ایس لینڈ کے قصوں میں ہی کہ فیڈ منگر شمالی ناروی کا باشندہ
اتفاق سے ایک غار میں جا کر سو رہا تیس برس تک سوتا رہا تیر و کمان پاس پڑے رہے کسی پرند
اور درندہ نے اُس کو نہ چھیڑا۔

ملكك وجعلها آية للعالمين لتكون لهم نوراً وضياء وتصديقاً بالبعث فعجل على فتية بعثهم الله عز وجل وقد
كان توفاهم منذ اكثر من ثلثماية سنة فلما اتى الملك الخبر قام فرجع اليه عقله وذهب غمه فقال الحمد لك الله
رب السموات والارض واعبدك واسبح لك تطولت علي ورحمتني فلم تطفئ النور الذي كنت جعلته لآبائي وللعبد
الصالح قسطينطينوس الملك فلما نبأ به اهل المدينة ركبوا اليه وساروا معه حتى اتوا مدينة افسوس فتلقاهم
اهل المدينة وساروا معهم حتى صعدوا نحو الكهف فلما راى الفتية بيدوسيس فرحوا به وخروا سجدا على وجوههم
وقام بيدوسيس قدامهم ثم اعتنقهم وبكى وهو جلوس بين يديه على الارض يسبحون الله ويحمدونه ثم
قال الفتية ليبدوسيس نستودعك الله والسلام عليك ورحمة الله وبركاته وحفظ الله ملكك
ونعيذك بالله من شر الانس والجن فبينما هم والملك قايم اذ رجعوا الى مضاجعهم فناموا وتوفى الله تعالى

فی الحقیقت بعض لوگوں کے حالات میں صحیح ہی کہ وہ واقع میں ایک عرصہ دراز تک سوتے رہے لیکن اس موقعہ پر میں کسی کو بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ قصۂ موجودہ کا ماخذ کوئی سچا واقعہ نہیں ہی بلکہ اس کو عیسائیوں نے کفار کے قصص سے اخذ کرکے مذہبی قرار دے لیا ہی

سات کا عدد جو اکثر قصوں میں آتا ہی اُس سے یہی نتیجہ نکلتا ہی باربروسا ہر سات سال کے بعد اپنی نشست بدلتا ہی شارلی مین بھی اتنے ہی عرصے کے بعد کرسی سے اُٹھتا ہی اوبجر ڈینک بھی ہر سات سال کے بعد اپنا عصا فرش پر مارتا ہی سویڈن میں اولاف ریدبیرڈ بھی اسیقدر عرصے کے بعد آنکھ کھولتا ہی۔

میرے یقین کے موافق جس قالب میں یہ دلچسپ قصہ ڈھالا گیا ہی وہ یہ ہی کہ سرما میں سات ماہ تک زمین آرام لیتی ہی جرمن اور اورسکینڈنیوین کے کفاروں کے قصے میں یہ موجود ہی کہ ہیرو سخت ضرورت کے وقت فادرلینڈ کی حمایت کیو اسطے اُٹھینگے۔ عیسائیوں کے اس مذہبی قصہ کے موافق بھی یہ جوان شہدا مذہبی الحاد کے وقت اُٹھتے ہیں تاکہ مسئلہ انبعاث موتی پر ایک حقانی شہادت ہو۔

اگر کفاروں کے قصہ میں کوئی جلال و عظمت ہی تو اس عیسائی قصہ میں یہ خوبی ہی کہ یہ ایک عمدہ مذہبی مسئلہ بتاتا ہی اواگون کے قصہ پر بھی اس کو اس وجہ سے ایک فضیلت ہی ہاف مین نے اُس کو ایک دلچسپ قصہ کے طور پر لکھا ہی اور ڈرائیس نے اُسکو منظوم کیا ہی۔

انفسہم وقام الملک الیہم فجعل ثیابہم علیہم وامر ان یجعل کل رجل منہم فی تابوت من ذہب فلما امسی وقام اتوہ فی المنام فقالوا انا لم نخلق من ذہب ولا من فضة ولکنا خلقنا من تراب والی التراب نصیر فاترکنا علی التراب کما کنا فی التراب فی الکہف حتی یبعثنا اللہ منہ ۱۲ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

تمت بالخیر

حکمت عملی۔ مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی۔ اس کتاب میں ایک مقدمہ اور تین مقالے شامل ہیں۔ جن میں اخلاقی و تمدنی مضامین حسب ذیل درج ہیں۔

تہذیب اخلاق۔ علم کی فضیلت۔ علم کے فوائد اور ضرورت، تعلیم نسواں، مذہب پر فلسفیانہ بحث، اصول صحت کا بیان، رنج و راحت کی کیفیت، امراض نفسانی کا ذکر، ادب و طاعت کے فوائد، ماں باپ کے احسانات، قومی محبت، رسومات شادی، انتخاب زوجین۔ پرورش و تربیت اولاد، بچوں کے عادات و خصائل کی درستی، آیندہ نسلوں کی ترقی کے اسباب، اکتساب دولت کے طریقے۔ کفایت شعاری کے اصول، سیاست مدن، سلطنت قانون اور عدالت کی ضرورت، حفاظت حقوق اور آزادی کی کیفیت، وفاداری اور فرائض کی نگہداشت، صنعت و حرفت، تجارت، زراعت اور ملازمت پر مدلل بحث کے بعد تدابیر ترقی کا بیان، رسم و رواج، قومی عزت اور ترقی و تنزل کا ذکر ہی، خاتمہ کتاب میں موت کا خوف، موت کی تکلیف اور اسکی حقیقت بیان کی گئی ہی۔ الحاصل یہ کتاب فلسفہ عملی پر نہایت مبسوط اور جامع ہی۔ اردو میں اس فن پر کوئی کتاب ایسی جامعیت سے نہیں لکھی گئی ہی۔ عبارت شستہ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ...... ؏ ۱

فن شاعری۔ اس کتاب میں شاعری پر باعتبار نئے اور پرانے خیالات کے بحث کی گئی ہی اور ہر قسم کے مذاق کا نمونہ دیا ہی۔ نیز فن شاعری اور اس کے اصول پر نہایت عالمانہ بحث کی ہی۔ شروع میں ایک انڈکس ہی جس میں تمام شعراے ماضی و حال کا نام جنکا ذکر اس کتاب میں ہوا ہی، حروف ابجد کے سلسلے میں لکھے گئے ہیں۔ مرتبہ میرزا سلطان احمد صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (پنجاب) کاغذ ولایتی قیمت ؏ ۸

حیات انیس۔ فردوسی ہند جناب میرانیس مرحوم کے حالات زندگی جس میں انکا شجرۂ نسب ان کی پیدایش، تعلیم و تربیت، اور ان کے دربار، ان کی مجالس وغیرہ کا ذکر ہی اور ان کے

ہر قسم کے کلام کی خوبیاں بیان کرکے دوسرے شعراء کے کلام سے موازنہ کیا گیا ہی اور شروع میں میرانیس مرحوم کا نہایت خوشنما فوٹو شامل ہی۔ مرتبۂ مولوی سید امجد علیصاحب اشہری قیمت عہ

مثنویات میر حسن۔ یعنی میر حسن دہلوی کی مشہور مثنوی سحر البیان المعروف بہ بےنظیر و بدر منیر، اور ایک دوسری مثنوی گلزار ارم، مع ایک دلچسپ مقدمے کے مطبوعۂ مخزن پریس دہلی کاغذ ولائتی ٹائٹل رنگین و سنہرا قیمت عہ

مرزا پھویا علی گڑہ کالج میں۔ یعنی ایک دلچسپ و نتیجہ خیز نظم نوشتہ سید سجاد حیدر صاحب بی۔ اے۔ سابق طالب علم علی گڑہ کالج۔ قیمت ار

منازل السائرہ۔ مصنفۂ مولوی عبد الراشد صاحب دہلوی، جس میں مستورات کی زندگی کی مختلف منازل پر بحث کی گئی ہی۔ اس کتاب کی پہلی اڈیشن بوجہ مفید اور مقبول عام ہونے کے بہت جلد ختم ہو گئی۔ اور مانگ برابر جاری تھی۔ اسلیے مخزن پریس دہلی میں نہایت اہتمام کے ساتھ دوسری مرتبہ پھر طبع ہوئی ہی، کاغذ ولائتی سفید، ٹائٹل رنگین مع نقرئی خوشنما بیل کے۔ تعداد صفحات کتاب ہذا (۲۹۰) قیمت علاوہ محصول ۸ عہ

حیات حافظ۔ جس میں لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات بیان کیے گئے ہیں اور اُن کی شاعری پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہی۔ آخر میں بہت سی حیرت انگیز فالیں درج کی گئی ہیں۔ مصنفۂ مولوی حافظ محمد اسلم صاحب جے راج پوری قیمت عہ

ملنے کا پتہ

سید ولایت حسین بی۔ اے۔ آنریری مینیجر بک ڈپو مدرسۃ العلوم علیگڑہ

س س ق   ۲۹۷۶ (۸

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔